ناولٹ

"یہ شخص مجھے ایک آنکھ نہیں بھاتا۔ دیکھتا ہوں تو خون کھولنے لگتا ہے۔" ثامن سر معید لودھی کو دیکھ کے دانت پیسنے لگا۔

"تم خوامخواہ ٹمپو لوز کر جاتے ہو۔" عامر نے ہنس کے کہا۔

"خوامخواہ" اس نے عامر کو گھورا۔ "جانتے ہو نا اس کی حرکتیں۔"

"یار! پچھلے سال کے مقابلے میں تو اب یہ سدھر گئے ہیں۔"

"ہاں سدھر گئے ہیں' آج کل ان کی نظر کرم ہماری کلاس فیلو صنم حیات پہ ہے۔" ثامن نے غصے میں کہا۔

سے ثامن ارتضیٰ پوچھ رہا ہے۔ وہ ثامن ارتضیٰ کے علاوہ کسی کی نہیں ہو سکتی۔" اس نے بالآخر اپنے دوست اپنے عم زاد کے سامنے اقرار کر ہی لیا۔

"کیا... ثامن تم صنم حیات.... لیکن کیسے۔" وہ بے یقینی سے بولا۔ تو ثامن ارتضیٰ کو تمام کتھا سنانی پڑی۔

"جب پہلے دن ہی وہ کلاس میں آئی تھی تو میرے دل کے مندر کی گھنٹیاں بج اٹھی تھیں۔ تب سے روز اسی کے خواب دیکھتا ہوں۔"

"تم نے مجھے پہلے کیوں نہیں بتایا آج تم مجھے اعتماد میں لے رہے ہو۔ یہ دوستی ہے ہم دونوں کی؟" ثامن

لبنیٰ جدون

تیری قربت ہے میری زندگی

"تو تمہیں کیا تکلیف ہے وہ چاہے صنم حیات ہو یا فرزانہ حبیب' آمنہ اشفاق ہو یا ستارہ جبین۔"

"بکو اس بند کرو یہ غیر اخلاقی حرکتیں ہیں۔"

"اور اگر صنم حیات بھی انٹرسٹڈ ہو تو پھر....." عامر نے لاپروائی سے بالوں کو جھٹکا دے کے کہا تو ثامن کو بھی جھٹکا لگا۔

"ایسا نہیں ہو سکتا۔"

"کیوں... کیوں نہیں ہو سکتا۔ بھلا یہ کوئی انہونی ہے۔ کیا دنیا میں اس سے پہلے ایسا کبھی نہیں ہوا۔" عامر کو ثامن پہ حیرت ہوئی۔

"اس لیے کہ... صنم حیات کو پورے ایک سال کو لینے کے دینے پڑ گئے۔ وہ کمرے سے جا چکا تھا۔

"تو بھلا میں تمہیں کیا بتاتا۔ محبت کوئی اشتہار ہے جسے دیوار پہ چسپاں کر دیا جائے عامر۔ یہ تو خاموش رہے تو پاکیزہ رہتی ہے۔ کھلے تو خوشبو کی مانند ہر ایک تک پہنچ جاتی ہے اور میں محبت کو سر عام اور زبان زد عام کر کے اسے رسوا نہیں کر سکتا تھا۔"

☼ ☼ ☼

ثامن کے تصورات اور خوابوں پہ وہ بری طرح قابض تھی۔ لیکن اس کی اپنی ہی منطق تھی وہ نہیں چاہتا تھا کہ لوگوں کی زبان پہ ان دونوں کے نام آئیں۔ وہ اپنی محبت کو پردوں میں رکھنا چاہتا تھا۔ وہ اپنی محبت کی

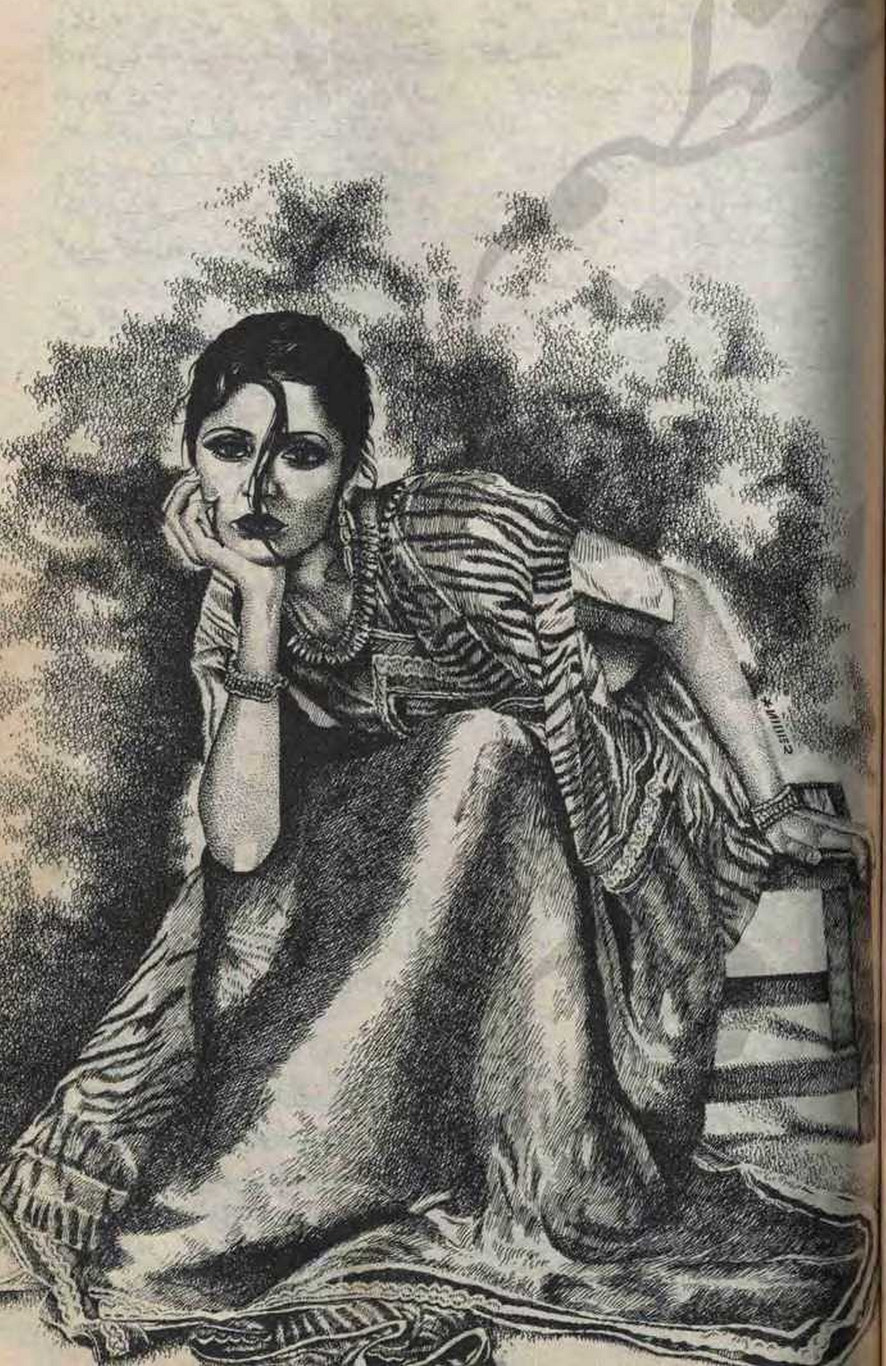

پاکیزگی کو اپنے دل میں مقید کیے بیٹھا تھا۔ وہ محبت کو رسوائی کے مقام سے دور رکھنا چاہتا تھا۔ وہ چاہتا تھا جب وہ کسی مقام پہ پہنچے تب اپنا ہاتھ اس کی طرف بڑھائے اور اسے پالے پھر وہ اسے بتائے گا کہ اس کے پاس اسے دینے کے لیے محبتوں کے بے تحاشا اور بے انتہا خزانے ہیں۔ وہی وقت ثابت کرے گا کہ بام عروج پہ محبت کی لذت کیا ہوتی ہے۔

مگر یہ درمیان میں کون آ گیا۔ درمیان میں تو کسی کو نہیں آنا چاہیے۔ پھر یہ الجھن میں دل کیوں پڑ گیا۔ وہ شخص صاحب کردار بھی ہو یا تو بات تھی۔ صنم حیات کو کوئی بھونرا چوے ثامن ارتضٰی کو یہ قبول نہ تھا۔ وہ صنم حیات ہے کوئی عام لڑکی نہیں ہے۔ اسے چاہنے والا کوئی باوقار شخص تو ہو سکتا ہے کوئی چھچھورا اور ہر دوسری لڑکی پہ فدا ہو جانے والا نہیں۔

کھٹکے کی آواز پہ خیالوں کی ڈوری ٹوٹی تو عامر کمرے میں داخل ہوا تھا۔ منہ بدستور پھولا ہوا تھا۔ یکدم ثامن اٹھا اور اسے پکڑ لیا۔

”چھوڑو مجھے خبردار مجھ سے کوئی بات کی تو۔“

”یارا معاف کر دو اور کچھ نہیں کہوں گا۔“ ثامن نے کوئی وضاحت نہ دی۔ بلکہ ہاتھ جوڑ دیے۔

”کوئی ضرورت نہیں میرے ساتھ ڈرامے کرنے کی۔“ وہ اس کے ہاتھوں کو پیچھے ہٹا کے بیڈ پہ بیٹھتے ہوئے بولا۔

”یارا کیا بتاتا تمہیں، بولو کیا بتاتا۔ منزل کی طرف ایک قدم تک تو بڑھا نہیں سکا خوابوں اور خیالوں کی سوکھی اور خالی پگڈنڈی پہ چل رہا ہوں۔“ وہ افسردہ ہوا تو عامر بھی ڈھیلا پڑ گیا۔

”بتا کیوں نہیں دیتے اسے۔“

”محبت چپ کی زبان سے اگلے کے کانوں میں گونجے تو اس کا مزا کچھ اور ہی ہوتا ہے۔“

”اور اگر وہ کسی اور کے سنگ بندھ گئی تو۔“

”تو پھر خدا کی رضا کو اپنی قسمت سے باندھ دوں گا۔ اگر اس کا اور میرا جوڑ آسمانوں پہ لکھ دیا گیا ہے تو کوئی اسے مجھ سے چھین نہیں سکے گا اور اگر جدائی تقدیر میں لکھی ہے تو میں اسے پا نہیں سکتا۔ اس بات پہ میرا ایمان ہے۔“

”واہ زبردست۔“ عامر نے اس کے خیالات کو سراہا۔

”دعا کرنا عامر تقدیر نے اس کا نام میرے نام کے ساتھ جوڑ رکھا ہو اگر نہ ملی تو زندگی بے رونق ہو جائے گی۔ زندگی گزار نہیں پاؤں گا بلکہ گزر جائے گی۔“ وہ اس کی محبت میں پور پور ڈوبا ہوا تھا۔

”تم حاسن بھائی کو بتا دو نا۔“ عامر نے مشورہ دیا۔

”نہیں عامر وہ سخت برہم ہوں گے اور میں جانتا ہوں کہ وہ میرے حوصلے توڑ دیں گے اور میں صرف ایک لڑکی کی خاطر اپنی جان سے پیارے بھائی کے مقابل نہیں آ سکتا۔“ ثامن نے سر نفی میں ہلاتے ہوئے کہا۔

”تو پھر۔۔۔ کیا ہو گا۔“

”جیسے چل رہا ہے چلنے دو۔“ وہ مسکرایا۔

☼ ☼ ☼

نگاہ یار جسے آشنائے راز کرے
وہ اپنی خوبیٔ قسمت پہ کیوں نہ ناز کرے

آج مجھے ثامن ارتضٰی کی نگاہوں میں اپنے لیے بہت کچھ نظر آیا ہے۔ میں جانتی ہوں کہ محبت کی کشش محبوب کو مائل بہ کرم کر ہی دیتی ہے اور میں جو ایک سال سے تمہاری محبت کی آگ میں جل رہی ہوں تو تم اس کی تپش سے کیسے بچ سکتے تھے ثامن میں صنم حیات ہوں۔ کوئی معمولی لڑکی نہیں ہوں۔ کتنوں کے دل میرے لیے دھڑکتے ہیں اور میں تمہاری دیوانی ثامن ارتضٰی مگر تم نے تو کبھی ایک پیار بھری نظر بھی ڈالنا گوارا نہیں کی۔ میں بھی خود کو تمہیں گراؤں گی انتظار کروں گی اس دن کا اس گھڑی کا جب تمہارے لبوں سے میرا نام نکلے گا۔ یہی سوچا کرتی تھی میں اور آج وہ دن آ گیا ہے آج تم نے اچانک مجھے پکارا اور میں جھومنے لگی ہوں۔ محبوب کی آواز میں کیسا سرور ہوتا

ہے کہ دل بے آواز راگ کی تھاپ پہ رقص کی محفل سجا دیتا ہے۔

میں صنم حیات ایک آرمی آفیسر کی بیٹی آزاد ماحول کی پروردہ میرے لیے اور میرے ماحول کے لیے یہ کوئی چونکا دینے والی خبر نہ تھی کہ صنم حیات کسی مرد کی محبت کا راگ الاپ رہی ہے۔ لیکن میں نے خود اپنے اندر اور اپنے وجود پہ کچھ پابندیاں لگا رکھی تھیں جو مجھے محبت کی لہروں میں بہنے پہ مجبور کر رہی تھیں۔ میں ان پابندیوں سے بغاوت اس لیے بھی نہ کر پا رہی تھی کہ وہ جبراً مجھ پہ نہیں لگائی گئی تھیں۔

”میں دیکھ رہی ہوں کہ آج کل صنم حیات کچھ اور ہی خیالوں و خوابوں میں کھوئی رہتی ہے۔“ عارفہ نے آمنہ سے کہا تو صنم اپنے خیالوں سے چونکی۔

”ہوں۔۔۔ کیا کہا۔“

”شکر ہے آپ کو اتنا ہوش تو ہے کہ کوئی آپ کو کوئی بات سنا رہا ہے۔“ عارفہ نے طنز کیا۔

”ہاں شکر ہے ورنہ عجیب ہی بے خودی کا عالم ہے۔“ آمنہ نے عارفہ کی بات کی تائید کی تو خود صنم بول پڑی۔

”سنو مجھے آج ثامن نے پکارا تھا۔ جب میں سر الیاس پراچہ کی کلاس لے کر نکل رہی تھی تو اس نے مجھے پکارا تھا۔“ وہ جوش سے بتا رہی تھی۔

”پھر۔“ آمنہ اور عارفہ کی ایک ساتھ آواز نکلی۔

”پھر میں ابھی اس کی بات سننے کے لیے رکی ہی تھی کہ مجھے سر معید نے آواز دی اور مجھے ایکسکیوز می کہہ کر سر معید کی طرف جانا پڑا۔“

”کیوں، کیوں جانا پڑا ان چپڑو کی طرف۔“ عارفہ کی آواز غصے سے پھٹ گئی۔

”میں کیا کرتی وہ ہمارے ٹیچر ہیں آخر۔“ وہ بے بسی سے بولی۔

”اور وہ۔۔۔ وہ کون ہے آخر۔“ آمنہ نے پوچھا۔

”وہ۔۔۔ وہ میری پہلی اور آخری خوشی۔“ اس نے بغیر رکے سچا بیان دیا۔

”مروت و دنیاداری میں پڑو گی تو پہلی اور آخری خوشی سے ہاتھ دھو بیٹھو گی۔“ عارفہ نے کہا۔

”تو کیا کرتی پھر میں۔“ اس نے بے بسی سے کہا۔

”صنم سر معید سے تم اچھی طرح واقف ہو۔ وہ لسوڑے کی لیس ہیں۔ ہر دوسری لڑکی سے متاثر ہو جاتے ہیں اور ان کا تمہارے اوپر مہربان ہونا بھی خطرے کی طرف پہلا نشان ہے۔“ عارفہ نے اسے سمجھایا۔

”نہیں بھئی ایسی بات نہیں ہے۔“

”کیا تمہیں ان کے متعلق علم نہیں ہے۔“

”ہے عارفہ لیکن جب وہ مجھ سے بات کرتے ہیں اور بلاتے ہیں تو کیا میں انکار کر سکتی ہوں۔“

”کر سکتی ہو جب وہ اوور ہونے کی کوشش کریں تو۔“ آمنہ نے اسے ڈانٹ دیا۔

”تمہاری ذرا سی لاپروائی تمہیں نقصان بھی پہنچا سکتی ہے۔“

”تم ٹھیک کہہ رہی ہو عارفہ مجھے احتیاط کرنی چاہیے اور آئندہ میں کروں گی بھی۔“ اس نے خود سے ارادہ باندھا۔

☼ ☼ ☼

”عامر تمہارے کہنے پہ میں نے اپنے اصول قربان کر کے اسے پکارا تھا مگر وہ مجھے اگنور کر کے اس فضول

عمران ڈائجسٹ کے مقبول سلسلہ
اپسرا
سرزمین مصر سے جنم لینے والی ایک تحیر خیز حیرت انگیز کہانی، ایک راز کی داستان جس کی حفاظت بہت ضروری تھی —
مکمل دو حصے فی حصہ/صحہ روپے
ہم سے براہ راست منگوانے کا پتہ،
مکتبہ عمران ڈائجسٹ، ۲۰ اردو بازار کراچی

آدمی کی طرف مڑ گئی۔ میں کبھی یوں بے عزت نہ ہوا تھا۔ کبھی یوں رسوانہ ہوا تھا۔ محبت کا بھرم یوں ٹوٹ جائے گا کبھی سوچا بھی نہ تھا کاش میں تمہاری بات نہ مانتا عامر۔" وہ شدید پشیمانی کا شکار تھا۔

"وہ شخص کیوں میری راہ میں آرہا ہے۔ اس کے لیے تو ہر دوسری لڑکی ایک ہی ہے پھر وہ اسی کو کیوں مجھ سے چھیننا چاہ رہا ہے۔ اگر تقدیر میں میرا اور اس کا ساتھ ممکن نہیں تو ٹھیک ہے مجھے بھی قسمت سے لڑنا منظور نہیں۔" اس نے سوچ لیا۔

اگلے دن اس کا رویہ اتنا سرد تھا کہ صنم کو اسے پکارنے کی ہمت ہی نہ ہو سکی دو تین دفعہ صنم نے تمام حوصلے جمع کیے مگر آخر ہمت ٹوٹ گئی اور اس نے چپ سادھ لی۔

"عارفہ میں دو چار دنوں کے لیے گھر جانا چاہتی ہوں۔ میں بہت اپ سیٹ ہوں۔"

"اور وہ جو گھر میں ٹینشن ہے۔ اس کا کیا ہو گا۔" آمنہ نے پوچھا۔

"پاپا بہت سیدھی بات کرتے ہیں۔ جب میں انہیں بتاؤں گی کہ ابھی میں شادی کے حق میں نہیں ہوں تو وہ اگلا سوال بالکل نہیں کریں گے بلکہ میری بات مان لیں گے میں انہیں ابھی پڑھائی کا بہانہ کر کے ٹال دوں گی۔"

"اوکے ڈیئر ایز یو وش۔"

اگلے دن وہ تو روانہ ہو گئی مگر لیکچر کے دوران کسی بات پہ سر معید نے اچانک ثامن کو ڈانٹ دیا۔

"سر پلیز۔" ثامن کی آواز غصے سے پھٹ گئی۔

"اپنے لہجے کو دھیما رکھو۔ ایک تو غلطی اور پھر سینہ زوری بھی۔"

"سر میں نے کچھ نہیں کیا۔"

"آپ نے لیکچر سنا مسٹر ثامن۔"

"یس سر۔" وہ ڈائس پہ آیا تو سر معید کے بتائے ہوئے لیکچر کو اپنی نالج کے ایڈیشن کے ساتھ مزید واضح کیا تو سر معید لودھی نے غصے سے کلاس روم چھوڑ دیا۔

"مسٹر ثامن استاد، استاد ہی ہوتا ہے اس کی عزت فرض ہوتی ہے۔" سر معید کے آگے پیچھے پھرنے والی ملیحہ اعجاز کو ناگوار گزرا تھا۔

"میں عزت اس کو دیتا ہوں جو قابل عزت ہو۔ استاد کا تقدس و احترام کیا ہوتا ہے مجھ سے بہتر کون جانتا ہے۔ لیکن...." ابھی بات اس کے منہ میں ہی تھی کہ ملیحہ نے بات کاٹ کے غصے سے کہا۔

"شٹ اپ۔" اور کہہ کے چلی گئی۔ وہ کھولنے لگا مگر عامر جبراً اسے وہاں سے کیفے ٹیریا لے آیا۔

"عامر تمہیں نہیں پتہ یہ جان بوجھ کے مجھے ڈی گریڈ کرتا ہے۔ دو تین دفعہ خوامخواہ اس نے مجھے ہٹ کیا تھا اس نے دیکھا ہے نا کہ میں کلاس میں سب سے آگے ہوں اور اس کی خواہش ہے کہ اس کی فیورٹ لڑکیاں ہی آگے رہیں۔" وہ شدید غصے میں تھا۔

"کول ڈاؤن ثامن ریلیکس۔"

"تم نے دیکھا اس چمچی کو کیا بکواس کر کے گئی ہے۔"

"اب ختم کرو اس ٹاپک کو۔ ابھی ہمیں یونیورسٹی آئے دو تین ماہ ہوئے ہیں ابھی سے پنگے لے لیے تو آگے کیا ہو گا۔ چھوڑو ساری بات اور صرف صنم کے متعلق اچھی اچھی باتیں سوچو۔"

صنم کا نام سنتے ہی اسے یوں محسوس ہوا جیسے تپتی آگ پہ ٹھنڈی میٹھی پھوار پڑ گئی۔ وہ مسکرا دیا۔

"یار وہ آج آئی کیوں نہیں یونیورسٹی۔"

"میں اس کا سیکریٹری ہرگز نہیں ہوں جناب کہ اس کے روز و شب کے حساب رکھوں۔" وہ ہنس کے بولا۔

"چلو آئندہ یہ بھی دوستی کی آبرو رکھنے کی خاطر کریں گے۔" اس نے کچھ دیر بعد دوبارہ چھیڑا اور وہ مسکرا دیا۔

☆ ☆ ☆

"بیٹا ہم نے اپنی اولاد پہ کبھی کوئی فیصلہ جبراً مسلط نہیں کیا۔ لیکن اس سے یہ مراد بھی نہیں کہ ہم اولاد

کے فیصلے کو بغیر سوچے سمجھے قبول کر لیں گے۔ تمہارے اس فیصلے کے پیچھے ہم نہیں جانتے کہ کیا وجہ ہے لیکن ہم تمہارے بارے میں ہر فیصلہ بہت سوچ سمجھ کے کریں گے۔" کرنل حیات نے ڈھکے چھپے لفظوں میں اپنا فیصلہ بھی جتا دیا۔

"ڈیڈی ایسی کوئی بات نہیں ہے۔" صنم حیات کو کہنا پڑا۔

"ایسی بات اگر ہے بھی بیٹا تو ہم اس پہ بھی سوچ سمجھ کے ہی فیصلہ دیں گے۔" وہ کہہ کے کمرے سے نکل گئے اور وہ ٹھنڈی آہ بھر کے رہ گئی۔

"فوجی چاہے باپ ہی کیوں نہ ہو اس کے سامنے بات کرنا دل گردے کا کام ہوتا ہے۔" اس نے سوچا اور دھیرے سے مسکرا دی۔

یونیورسٹی واپس آئی تو عارفہ نے سر معید اور ثامن والا واقعہ من و عن سنا دیا۔ وہ پریشان ہو اٹھی۔

"ایسا نہیں ہونا چاہیے۔"

"واقعی اب ایک سرد جنگ ہے جو دونوں کے درمیان چل رہی ہے۔ ہزار منتوں کے بعد سر معید اس شرط پہ راضی ہوئے ہیں کلاس لینے کے لیے کہ ثامن ان سے سوری کرے اور وہ ڈٹا ہوا ہے۔" آمنہ نے افسردگی سے کہا۔

"ثامن کو سوری کر لینا چاہیے استاد آخر استاد ہوتا ہے اس کا رتبہ باپ کے برابر ہوتا ہے۔" عارفہ نے انصاف کا فیصلہ سنا دیا۔

"ثامن کیا کہتا ہے۔" صنم نے پوچھا۔

"نو ہرگز نہیں، نیور بس یہی کہتا ہے۔" آمنہ خالص مردانہ آواز میں بولی۔

"اسے ایسا نہیں کرنا چاہیے۔" صنم کا بھی یہی خیال تھا۔

"صنم ایک مشورہ ہے اگر مانو تو...." آمنہ نے کچھ سوچ کے کہا۔

"کیا۔"

"اگر ہم تینوں اس سے ریکوسٹ کر کے دیکھیں تو۔" اس بات پہ صنم کا دل در و دیوار سے ٹکرانے لگا

خواتین ڈائجسٹ
کی طرف سے بہنوں کے لیے
نیا خوبصورت ناول
میرے دل
میرے مسافر
نسیم سحر قریشی
شائع ہو گیا ہے
خوبصورت سرورق * مضبوط جلد * آفسٹ چھپائی
قیمت: -/250 روپے
ڈاک خرچ: -/30 روپے
منی آرڈر یا ڈرافٹ ارسال فرمائیں،
ملنے کا پتا:
مکتبۂ عمران ڈائجسٹ
37، اردو بازار، کراچی

خواہش تو تھی کہ اس کو مخاطب کرتی اور دیکھتی کہ وہ اس کا کتنا مان رکھتا ہے۔ علم تو ہو جاتا کہ اس کا پیار ثامن کے لیے یکطرفہ تو نہیں۔ کیا وہ بھی دھیمی میٹھی پیار کی پھوار میں بھیگ رہا ہے یا وہ تنہا ہی جل رہی ہے۔

"کیا خیال ہے۔" اسے سوچ میں گم دیکھ کے عارفہ نے پوچھا تو اس نے شرما کے سر اثبات میں ہلا دیا۔

"چلو پھر۔ تھوڑی دیر پہلے میں نے اسے کیفے ٹیریا میں دیکھا تھا۔" آمنہ فوراً" اٹھی ہمت تو اس نے بھی کی تھی مگر ٹانگیں لرزنے لگی تھیں وہ کیفے ٹیریا میں آئیں تو وہ سامنے ہی بیٹھا تھا اپنے دوستوں کے ہمراہ۔

"السلام علیکم۔" عارفہ نے انہیں اپنی طرف متوجہ کیا۔

"وعلیکم السلام۔" وہ احتراماً" کھڑے ہوئے۔

"ثامن بھائی ہمیں آپ سے بات کرنی ہے۔" آمنہ نے کہا تو باقی تینوں لڑکوں نے ان کے لیے کرسیاں خالی کر دیں۔

"بیٹھیں۔" ان کے جانے کے بعد ثامن نے کہا تو وہ شکریہ کہہ کے بیٹھ گئیں۔

"جی کیا پئیں گی۔" ثامن نے پوچھا۔ اس کے دل کی حالت بھی بے قابو تھی۔

"نو تھینکس۔" عارفہ نے کہا۔ اس نے انکار کے باوجود ٹھنڈی بوتلیں منگوا لیں۔

"صنم آپ تین چار دن سے یونیورسٹی نہیں آ رہی تھیں خیریت تھی۔" ثامن نے پہلی دفعہ صنم کو مخاطب کیا تھا۔

"ج جی۔ میں گھر گئی ہوئی تھی۔" اس کی زبان لڑکھڑا گئی۔

"اچھا آپ کا گھر کہاں ہے۔" گفتگو کا سلسلہ بندھا۔

"صوابی میں۔" صنم نے دل کی حالت کے پیش نظر مختصر جواب پہ اکتفا کیا۔

"اچھا آپ لوگوں کو کچھ کہنا تھا مجھ سے۔" نا چاہتے ہوئے بھی ثامن کو ٹاپک بدلنا پڑا۔

"جی ثامن بھائی بات دراصل یہ ہے کہ۔۔" عارفہ نے تمہید باندھی تو اس نے ہاتھ اٹھا کے بات کاٹ دی۔

"میں جانتا ہوں آپ کس موضوع کے حوالے سے بات کرنا چاہتی ہیں۔"

"ہم اس حقیقت کو مانتے ہیں ثامن بھائی کہ آپ کا قصور نہیں تھا مگر وہ ہمارے استاد ہیں۔" عارفہ نے کہا۔

"عارفہ میں غلط نہیں ہوں پھر کیوں جھکوں۔" وہ چڑ گیا۔

"کچھ جگہوں پہ جھک جانا انسان کی شکست نہیں بلکہ فتح ہوتی ہے۔ انسانیت کا تقاضا یہی ہے کہ استاد کے رتبے کا خیال رکھا جائے۔" پہلی دفعہ صنم نے اس موضوع کو چھیڑا۔

"اور اگر استاد ہی اپنے رتبے کا خیال نہ کرے تو پھر۔" وہ اس کی آنکھوں میں آنکھیں ڈال کے بولا۔

"ایسا ہرگز نہیں ہے۔"

"تو کیا میں غلط تھا۔" ثامن کو صنم کی حمایت سر معید کے حق میں بری لگی۔

"غلط نہیں بھی تھے تو اب غلط ہو رہے ہیں آپ استاد اور شاگرد کے درمیان جب انا کا معاملہ آجائے تو انسانیت کا زوال شروع ہو جاتا ہے۔ آپ یقین کیجیے ثامن کہ آپ کا رویہ بہت سوں کو ہرٹ کرے گا۔" صنم کی آنکھوں میں آنسو آ گئے۔

"تو کیا میں بغیر کسی قصور کے ہار مان لوں۔" وہ تڑپ اٹھا۔

"ہاں مان لیں۔ اس لیے کہ استاد کا رتبہ باپ کے برابر ہوتا ہے۔" وہ اپنی بات پہ اڑی ہوئی تھی۔

"اگر استاد اس رتبے کو سمجھ لے تو۔"

"ہم بہت مان کے ساتھ آئے تھے آپ کے پاس۔" صنم نے اٹھتے ہوئے کہا اور بغیر عارفہ اور آمنہ کے انتظار کے وہاں سے چلی گئی اور وہ اسے جاتے ہوئے دیکھتا رہا۔

"پلیز ثامن بھائی۔" آمنہ نے کہا تو اس نے گھور

کے دونوں کو دیکھا اور سر دونوں ہاتھوں میں تھام لیا۔

"ثامن بھائی شاید ہم نے آپ کو سمجھنے میں غلطی کی ہے۔" آمنہ نے مایوسی سے کہا اور وہ دونوں بھی چل دیں۔

وہ کافی دیر وہاں تنہا بیٹھا سوچتا رہا۔ غصہ بھی تھا کہ وہ کیوں اس شخص کی طرف داری ـــ کر رہی ہے۔ وہ کیوں چاہتی ہے کہ وہ اس کے مقابلے میں ہار جائے۔

"ٹھیک ہے۔" وہ غصے سے اٹھا اور سیدھا سر معید کے آفس میں آ گیا۔

"ایکسکیوزمی سر مے آئی کم ان۔" انہوں نے کوئی جواب نہ دیا تو وہ خود ہی اندر آ گیا اور ان کے بالکل سامنے پڑی کرسی پہ بیٹھ گیا۔ کچھ لمحے خاموشی رہی۔

"آئی ایم سوری سر۔" اس کے لبوں سے جملہ پھسلا اور خاموشی ٹوٹی۔

خاموش فضائیں بدستور جمی ہوئی تھیں سکوت کو توڑنے کی کوشش ایک دفعہ پھر ثامن ہی کو کرنی پڑی۔

"سر اگرچہ میں غلطی پہ نہیں تھا پھر بھی مجھے آپ کے ساتھ بدتمیزی نہیں کرنی چاہیے تھی۔۔ جو کچھ بھی ہوا میں اس کے لیے آپ سے معافی مانگتا ہوں۔" وہ اٹھ کے ان کے سامنے آ گیا جو کھڑکی کے پاس آن کھڑے ہوئے تھے۔

"او کے۔۔ بہت شکریہ تمہارا کہ تم نے مجھے عزت دی۔" وہ بالآخر بولے۔

"تو پھر آج آپ کلاس لیں گے نا۔" ثامن نے پوچھا تو انہوں نے اثبات میں سر ہلا دیا تو ثامن مشکور ہوا۔

ثامن نے آفس سے نکل کے ٹھنڈی آہ بھری اور لان میں آ گیا۔ "ہیلو ڈیئر کدھر تھے۔" عامر نے آ کے اسے چونکایا۔

"محبت بھی بڑی آزمائش ہوتی ہے یار۔ سب کچھ کروا ڈالتی ہے۔" وہ آنکھیں بند کر کے بولا تو عامر نے ہونٹ سیٹی کے انداز میں وا کیے۔

"ہاں سوری کر لی اس سے جسے میں جانتا ہوں کہ عزت راس نہیں آتی۔ وہ کلی کلی منڈلانے والا بھنورا ہے اور یہ بات یہ لڑکیاں نہیں جانتیں اور نہ ہی جاننا چاہتی ہیں بغیر ٹھوکر کھائے۔" وہ افسردگی سے بولا۔

"تمہیں پتہ ہے سر معید ہمارے ہاسٹل کے انچارج بھی منتخب ہو گئے ہیں۔ عامر نے نئی خبر دی۔ جس پہ ثامن کو جھٹکا لگا۔ "یہ نہیں ہونا چاہیے تھا۔"

"تو اب تمہاری پسند ناپسند کی بنیاد پہ تو یونیورسٹی نہیں چل سکتی نا۔" عامر نے چھیڑا۔

سر معید نے لیکچر اسٹارٹ کیا تو سب نے زوردار تالیاں بجائیں۔

"بھئی میں استاد ہوں۔ جب کوئی اسٹوڈنٹ سر جھکائے آفس میں آ کے ہاتھ جوڑ کے معافی مانگے تو پھر کوئی پتھر دل ہی سخت رہ سکتا ہے استاد تو نہیں۔" انہوں نے جتا بھی دیا کہ وہ ثامن کے معافی مانگنے کے بعد کلاس میں آئے ہیں خود سے نہیں۔

ثامن دانت پیس کے رہ گیا۔ عارفہ نے جھٹ صنم حیات کی طرف دیکھا۔ اسے بھی سر معید کا لہجہ اور انداز انتہائی برا لگا تھا۔

صنم حیات کو لگا تھا کہ وہ اس سے ناراض ہو گیا ہے۔ اسے لگا تھا کہ ثامن صرف اس کے کہنے پہ جھکا ہے سر معید کے آگے۔ سو وہ اس کے پیچھے پیچھے کوریڈور میں آ گئی۔ جہاں وہ ریلنگ پہ جھکا تھا۔

"ثامن ایکسکیوزمی۔"

"پلیز صنم مجھ سے کچھ مت کہنا۔" وہ شاید غصے میں تھا۔

"کیوں نہ کہوں میری وجہ سے تمہاری انسلٹ ہوئی ہے۔ میں جانتی ہوں کہ تم نے میری خاطر میرے کہنے پہ سر معید سے سوری کی تھی مگر وہ تو بہت ہی کم ظرف نکلے۔" صنم نے سر جھکا کے کہا۔

"میری عزت نفس پہ تمہاری محبت نے پاؤں رکھا ہے صنم حیات 'میں جھکا تمہارے کہنے پہ اور کچلا گیا' اب اس شخص کی ہر بات مجھے سننی ہے۔ نجانے تم لڑکیوں کو اتنی سی بات سمجھ کیوں نہیں آتی کہ کسی کو کوئی باعزت لقب دے دیا جائے تو وہ قابل عزت نہیں ہو جاتا۔ وہ جب فرشتہ تھا تو فرشتوں کا سردار بنا مگر اب

ہم اسے شیطان کہتے ہیں۔ اس کے نام کے ساتھ جو لقب لگا تھا اس کی بنیاد پہ اسے اب قابل احترام تو تصور نہیں کر سکتے اب وہ شیطان ہے۔ قابل نفرت یہ شخص بھی صرف نام کا استاد ہے اور بس...“ وہ لفظ چبا چبا کے بولا اور شعلہ بار نگاہوں سے گھورتا وہاں سے چلا گیا اور وہ دیکھتی رہ گئی۔

☼ ☼ ☼

ہاسٹل میں فرسٹ ڈے ہی انچارج بننے کے بعد سر معید نے سب کو جمع کر کے لیکچر دیا کہ وہ ڈسپلن کے معاملے میں انتہائی سخت ہیں۔ وہ لاپروائی سے سنتا رہا۔

رات کمرے میں آیا تو غصے سے کرسی کو ٹھوکر ماری۔ غصہ بیچاری بے جان چیزیں ہی چپ چاپ سہہ لیتی ہیں۔

”عامر میں اس شخص کو مسلسل اپنے سر پہ برداشت نہیں کر سکتا یار۔“

”ثامن تمہارے ساتھ پرابلم کیا ہے۔ ٹھیک ہے بات ہو گئی اور ختم بھی ہو گئی ہے پھر اب کیوں دل میں نفرت بھر کے بیٹھے ہو۔“ عامر کو اس پہ غصہ آیا۔

”اس لیے کہ مجھے لگتا ہے وہ صنم کو شکار کرنا چاہتا ہے۔ وہ پکا شکاری ہے اور صنم معصوم ہے۔ وہ ہر دو منٹ بعد ایک نظر صنم پہ ڈالتا ہے کیوں۔ مجھے اچھا نہیں لگتا یہ سب۔“ وہ الجھا۔

”او گاڈ‘ مسٹر مجنوں اگر وہ آپ سے محبت کرتی ہے تو آپ کی طرف آجائے گی بصورت دیگر آپ کو کیا وہ کسی میں بھی انوالو ہو“ عامر نے سیدھی بات کی۔

وہ خاموش ہو گیا۔ کہنے کو پاس کچھ بھی نہ تھا۔

☼ ☼ ☼

وہ بہت خوش تھی۔ چال بہک رہی تھی۔ لبوں پہ گنگناہٹ تھی۔ اس نے صنم کی محبت کا اقرار کیا تھا وہ کیوں نہ جھومتی۔

”وہ مجھے چاہتا ہے۔ میرے خدا میں تو اپنی چاہت کو یکطرفہ سمجھی تھی۔ ثامن ارتضیٰ مجھے سوچتا ہے۔“

”عارفہ۔“ رات کے سناٹے میں اس کی آواز گونجی۔ کمرے میں مکمل اندھیرا تھا۔

”ہوں۔“ عارفہ جاگ رہی تھی۔

”عارفہ کیا پتہ اس وقت وہ بھی مجھے ہی سوچ رہا ہو۔ جیسے میں اسے سوچ رہی ہوں۔“ وہ مخمور تھی۔

”پلیز صنم خود بھی سو اور مجھے بھی سونے دے۔ صبح ٹیسٹ ہے۔“ وہ جھنجلائی۔

اسے تو ثامن کے خیال نے ایک لفظ نہیں پڑھنے دیا تھا۔ رت جگے کا نتیجہ یہ نکلا کہ صبح وہ ٹیسٹ میں ایک لفظ نہ لکھ سکی۔

”اس بار مجھے امید ہے کہ صنم حیات ہی یونیورسٹی میں ٹاپ کرے گی۔“ سر معید آج کل اس پہ بہت زیادہ توجہ دینے لگے تھے انہوں نے محسوس کیا تھا کہ ثامن ارتضیٰ اس کے ذکر پہ پہلو بدلتا تھا۔

”سر اتنی خوش فہمی میرے بارے میں۔“ صنم نے حیرانگی کا مظاہرہ کیا۔

”ہم تو اڑتی چڑیا کے پر گننے والے لوگ ہیں محترمہ۔ چہرہ دیکھ کے فیصلہ سنا دیتے ہیں۔“ انہوں نے جان بوجھ کے اپنے اور صنم کے درمیان گفتگو کو طول دیا۔

”سر پیراگراف نمبر فور کی مزید وضاحت کر دیں۔“ ثامن نے مداخلت کر کے موضوع تبدیل کرنا چاہا۔

”صنم حیات آیئے اس پیراگراف کی آپ وضاحت کریں۔“ سر معید نے کہا۔

صنم کا دل زور زور سے دھڑکنے لگا۔ ڈائس پہ آئی تو ثامن ایکسکیوزمی کہہ کے کلاس روم سے نکل گیا۔ سر معید زیر لب مسکرا دیے۔

”عارفہ ثامن نے کلاس سے جا کے اچھا تو نہیں کیا کیا وہ مجھے سننا نہیں چاہتا تھا۔“ وہ لوگ کیفے ٹیریا میں آ کے بیٹھیں تو صنم نے اداسی سے پوچھا۔ وہ ثامن کے رویے سے ہرٹ ہوئی تھی۔

”ہاں عجیب ہی ہے خود ہی پوچھا اور خود ہی سمجھنے سے انکاری بھی ہو گیا۔“

”اس نے اپنے دل میں سر معید کے لیے نفرت بھری ہوئی ہے۔ ان کی کوئی بھی بات قبول کرنے کو وہ

تیار نہیں ہوتا۔ چاہے بات اچھی ہو یا بری۔“ آمنہ نے کہا۔

”یہ تو غلط بات ہے۔ ایسا تو نہیں ہونا چاہیے۔“ عارفہ نے کہا۔

کچھ دیر گزری تو وہ اپنے دوست عامر کے ساتھ کیفے ٹیریا میں داخل ہوا۔ بلیک پینٹ پہ ہاف سلیوز براؤن شرٹ پہنے وہ دلوں کی مضبوط بستیاں مسمار کر رہا تھا۔ بلیک سن گلاسز اور سلیقے سے بنے بال۔ وہ مردانہ خوب صورتی کا مکمل شاہکار تھا۔ اس کی آنکھوں میں کوئی سحر تھا۔ روشن ستارہ آنکھیں شاید ایسی ہی آنکھوں کے متعلق کہا گیا تھا۔

وہ ان کی کیفے ٹیریا میں موجودگی سے لاعلم تھا اور عامر کے ساتھ ادھر ادھر دیکھے بغیر کسی موضوع پہ الجھا ہوا تھا۔

”ثامن تم مجھے پاگل کر دو گے۔“ عامر دہاڑا۔

”اور میں پاگل ہو چکا ہوں۔“ وہ دونوں اس بات سے لاعلم تھے کہ ان کی آواز بخوبی ان تینوں تک پہنچ رہی ہے۔

”خود ہو چکے ہو اور مجھے کرنا چاہ رہے ہو کیوں۔“ عامر نے اس کا ہاتھ پکڑ کے مروڑا۔

کچھ دیر بعد دونوں کے قہقہے پورے کیفے ٹیریا میں گونجنے لگے۔

”چلو اٹھو عارفہ۔“ صنم نے کہا تو دونوں کے قہقہے ایک دم رکے۔

”ارے آپ لوگ بھی یہاں بیٹھیں ہیں۔“ عامر نے کہا۔

”جی ہاں کافی دیر سے دو پاگلوں کی تکرار سن رہے تھے۔“ آمنہ نے کہا تو سب مسکرا دیے۔

”ویسے ثامن بھائی آپ تو کافی انا پرست واقع ہوئے ہیں۔“ عارفہ نے کرسی کھینچ کے بیٹھتے ہوئے کہا۔ باقی بھی سب بیٹھ گئے۔

”جی ہاں میں ہوں۔“ اس نے صاف گوئی کا مظاہرہ کیا۔

”کیا یہ میری انسلٹ نہیں تھی۔“ صنم نے سوالیہ لہجے میں پوچھا۔ ثامن نے چند ثانیے اسے ہاتھوں کو بے چینی سے مسلتے دیکھا اور پھر ٹھہر ٹھہر کے بولا۔

”معید کی کلاس میں تو روز کسی نہ کسی کی انسلٹ ہوتی ہے۔“

”پلیز ثامن اتنے روڈ مت ہو۔“ صنم کو ثامن کا رویہ برا لگا۔

”تم مجھے نصیحتیں کرنے مت بیٹھ جایا کرو۔“ پہلی دفعہ اتنی بے تکلفی سے دونوں کے درمیان گفتگو ہوئی تھی۔

”پہلے بھی تمہاری وجہ سے میں خوار ہوا تھا۔ ورنہ اس جیسے کے سامنے بھلا جھکتا۔“

”تم احساس برتری میں مبتلا ہو۔ ہر ایک کو حقیر کیڑا سمجھتے ہو ثامن۔“ بے تکلفی کی دیواریں دونوں جانب سے گر رہی تھیں۔

”تم لڑکیاں کبھی نہیں سدھر سکتیں۔ تم مردوں سے دھوکا کھانا اپنا فرض خیال کرتی ہو۔“

”کیا مطلب ہے تمہارا۔“ وہ چیخی۔

”تم ظاہری شخصیت پہ فدا ہوتی ہو۔ نہیں جانتیں کہ یہ مرد اندر سے کتنا گھٹیا اور کمینہ ہوتا ہے۔“

”مرد تو تم بھی ہو۔“ وہ طنزاً بولی۔

”تو مت اعتبار کرو۔“ وہ چہرہ اس کے قریب کر کے سختی سے بولا اور لمبے لمبے ڈگ بھرتا چلا گیا۔

”اعتبار تو کر چکی ہوں۔“ وہ با آواز بلند بولی۔

”واہ دونوں ہی ایک دوسرے سے بڑھ کے ہیں۔“ آمنہ نے کہا۔

”چلیں۔“ عارفہ نے کہا تو چاروں ہاسٹل کی طرف روانہ ہو گئے۔

☼ ☼ ☼

ہر دن پہلے سے زیادہ سر معید اس پر مہربان ہوتے جا رہے تھے۔

ایک دن تو ثامن ارتضیٰ پھٹ ہی پڑا۔

”ایک بات کان کھول کے سن لو صنم حیات، تمہیں میں نے چاہا ہے ثامن ارتضیٰ نے اور میں تمہیں کلی

کلی منڈلانے والے بھونرے کی پناہ میں نہیں دیکھ سکتا۔" وہ پتھریلے لہجے میں بولا۔

"ثامن۔" وہ ساکت رہ گئی۔

"آئندہ تم اس کی کسی بات کا بھی جواب نہیں دو گی ۔ حتیٰ کہ لیکچر کے دوران اگر وہ تم سے کوئی سوال بھی پوچھے تو بھی نہیں بولو گی۔" وہ انتہا پسند تھا۔

"پلیز ثامن اتنے پوزیسو مت بنو۔ کیا یہ ممکن ہے۔"

"دوسری صورت میں یہ میری اور تمہاری آخری ملاقات ہو گی صنم ۔ میں کم از کم تمہیں معید جیسے شخص کے ساتھ شیئر نہیں کر سکتا۔" وہ غصے میں بہت کچھ بول گیا۔

"ثامن۔" صنم کی آواز صدمے سے پھٹ گئی۔

"تم مجھے کیا سمجھ رہے ہو۔ تم کس طرح بات کر رہے ہو مجھ سے۔"

"تم سمجھنے کے باوجود اگر نا سمجھ بنو گی تو میں اس سے بھی برا لہجہ اپناؤں گا۔ میں اپنی محبت کو صرف اپنی ذات تک دیکھنا چاہتا ہوں۔ میں اسے دس پردوں میں چھپا کے رکھنا چاہتا تھا۔ مگر اس شخص کی وجہ سے مجھے کھلنا پڑا۔"

"تم خوامخواہ ایشو بنا رہے ہو۔ میں صرف اسے اپنے استاد کا درجہ دیتی ہوں اور بس۔"

"پلیز صنم۔ وہ مرد ہے ایک جوان غیر شادی شدہ مرد۔ اس کا کردار بھی ناقابل اعتبار ہے۔ وہ ہر دوسری لڑکی پہ فدا ہو جاتا ہے۔" ثامن کو سر معید کے متعلق اس کے کزنز نے بتایا تھا۔

"غلط ہے یہ ثامن تمہیں ان کے بارے میں کسی نے غلط اطلاع دی ہے وہ بہت دوستانہ رویہ رکھتے ہیں اسٹوڈنٹ کے ساتھ" وہ بضد تھی۔

"او کے اٹس آل رائٹ۔ صنم حیات جب کبھی خدانخواستہ تقدیر نے ٹھوکر لگائی تو میری طرف آجانا میں تھام لوں گا تمہیں۔ مگر ذہن میں رکھنا یہ ٹھوکر تمہیں معید لودھی کے پاؤں سے نہ لگی ہو۔ خدا حافظ۔" اس نے فیصلہ سنا دیا اور صنم حیات کی آنکھ سے ٹپ ٹپ آنسو گرنے لگے۔

"یہ کیسی محبت ہے تمہاری ثامن کہ تم مجھے اپنی مٹھی میں مقید کر لینا چاہتے ہو۔ مجھ پہ دیواریں اتنی تنگ کرنا چاہتے ہو کہ میں سانس بھی نہ لے پاؤں۔"

عارفہ اور آمنہ پوچھتی رہ گئیں کہ اسے کیا ہو گیا ہے نہ وہ کوئی بات کرتی تھی اور نہ ہی یونیورسٹی جا رہی تھی۔

"میری طبیعت ٹھیک نہیں ہے۔" اس نے بہانہ بنایا۔

"تمہیں ثامن بھائی نے کچھ کہا ہے۔" عارفہ نے پوچھا۔ تو اس نے تمام باتیں جو اس کے اور ثامن کے درمیان ہوئی تھیں حرف بہ حرف عارفہ کو بتا دیں۔

"پاگل ہو گئے ہیں ثامن بھائی کیا۔ وہ ٹیچر ہیں ہمارے، یہ ثامن بھائی کی محبت نہیں وحشی پن ہے۔"

"تم ہی بتاؤ میں کیا کروں عارفہ۔"

"سوچ سمجھ کے اپنا فیصلہ کرو اور یوں بزدلوں کی طرح ریت میں سر دینے کے بجائے سامنا کرو تم ایک میچور لڑکی ہو۔ فیصلہ کرنے کی طاقت رکھتی ہو۔" عارفہ نے حوصلہ دیا۔

"عارفہ مجھے ڈر لگتا ہے کہیں میں اسے کھو نہ دوں۔"

"اگر مقدر میں ہوا تو کوئی اسے تم سے جدا نہیں کر سکے گا اور اگر تمہاری اور اس کی تقدیر نہیں جڑی تو اسے پانے کے خواب دیکھنا فضول ہے۔"

"تو پھر تم ہی بتاؤ میں کیا کروں۔"

"ہمت اور حوصلہ بس محتاط رہو۔" عارفہ نے کہا تو وہ کچھ مطمئن ہوئی جانے کو تیار تھی۔

☼ ☼ ☼

اگلے دن ثامن کے ساتھ والی سیٹ پہ نہایت اطمینان سے بیٹھ گئی۔ وہ اس کے انداز پر مسکرا دیا سر معید نے لیکچر کے دوران کئی بار صنم کو مخاطب کیا۔

"مس صنم آج آپ پیچھے کیوں بیٹھ گئی ہیں۔" آخر سر معید نے پوچھا۔

"یوں ہی سر۔" اسے بولنا پڑا۔

"کوئی بات نہیں جہاں مرضی ہو بیٹھیں۔ آپ سب لوگ ماشاء اللہ بہت اچھے اور ڈیسنٹ لوگ ہیں۔ آپس میں بہن بھائی ہیں" انہوں نے جان بوجھ کے ثامن کی طرف دیکھ کے کہا۔

"جی سر بالکل ہم ایک دوسرے کا احترام بھی جانتے ہیں اور استاد کو بھی باپ کا رتبہ دیتے ہیں۔" ثامن نے تاک کے تیر مارا تھا۔ اس کی بات پہ سب مسکرا دیے۔

اگلے دن سر معید نے سرپرائز ٹیسٹ لے لیا۔ صنم نے لیکچر مس کیے تھے سو ایک دفعہ پھر اس نے صرف خانہ پری کی تھی۔ مگر اب کی بار وہ حیرت سے سر معید کو دیکھ رہی تھی اور سن رہی تھی جو سب سے زیادہ مارکس لینے والی لڑکی کا نام صنم حیات لے رہے تھے۔ وہ شش و پنج میں پڑ گئی۔

"عارفہ میں نے تو کوئی سوال کیا ہی نہیں تھا پھر میرے نمبر کلاس میں سب سے زیادہ کیسے آ گئے۔" رات کمرے میں وہ عارفہ سے بولی۔

"ہاں بات تو حیرت کی ہی ہے۔ آپس کی بات ہے وہ تمہیں اہمیت بھی بہت زیادہ دیتے ہیں۔"

"میں کل ان کے آفس جا کے پوچھوں گی ان سے۔"

"ہاں بالکل تمہیں چاہیے۔"

اگلے دن عارفہ اور آمنہ اپنے کام میں مصروف تھیں۔

اس نے سر معید کو آفس میں جاتے دیکھا تو فوراً اٹھ کے ان کے پیچھے آفس میں آ گئی۔

"ایکسکیوزمی۔"

"زہے نصیب آج ہمارے بھاگ کیسے جاگ گئے۔ آئیے۔" ان کا انداز گفتگو صنم حیات کو عجیب سا لگا۔ ان کی آنکھوں میں بھی عجیب سی چمک تھی۔ وہ نروس ہونے لگی۔

"جی فرمائیے کیسے آنا ہوا۔" وہ اٹھ کے اس کے سامنے آ گئے۔ اس کے تو پسینے چھوٹ گئے۔

"وہ، سر۔"

"ہاں ہاں بھئی اپنوں سے کیا شرمانا بولیں بھئی۔" اس کا بھونرا پن زیادہ دیر چھپا نہ رہ سکا۔

معید لودھی کو صنم حیات پہلی ہی نظر میں دل کو لگی تھی وہ جس کی تلاش میں تھا وہ چہرہ اسے صنم حیات کی شکل میں ملا تھا۔ وہ صنم حیات کو دیکھنے سے پہلے کافی بھٹکا تھا مگر اب اسے لگنے لگا تھا کہ رکنے کا مقام آ گیا ہے۔ اس کی تلاش ختم ہو گئی ہے پھر وہ کیوں نہ اس کی طرف محبت بھرا قدم بڑھاتا۔ وہ جبر مسلسل کی مانند راتیں کاٹ رہا تھا۔ وہ اپنی اذیتیں تمام کرنا چاہتا تھا۔ وہ اسے بتانا چاہتا تھا کہ اب وہ اپنی تلاش کو منزل دینا چاہتا ہے اور اس منزل پہ صنم حیات اس کے سنگ ہو یہ خواہش اس کے دل کی اتھاہ گہرائیوں سے تھی۔

آج وہی دن تھا جس کی وہ خواہش کر رہا تھا۔

"سر میں کہنا چاہ رہی تھی کہ....." اس نے ہمت کر کے بات شروع کی "میں نے ٹیسٹ میں ایک سوال کا بھی جواب نہیں لکھا تھا پھر میرے نمبر سب سے زیادہ کیسے ہو گئے۔"

"بس ہو گئے۔" وہ اسٹائل سے بولے۔

"ہو گئے مگر کیسے کیوں" اسے جھٹکا لگا۔

"کیسے کا جہاں تک سوال ہے تو میں نے جان بوجھ کے کیے اور کیوں کا جواب یہ ہے کہ میرے دل نے چاہا تھا۔"

"دل نے" وہ جھٹکے سے اٹھی۔

"ہاں صنم میرا دل چاہتا ہے..... میں کافی دنوں سے تم سے یہ بات کرنا چاہ رہا تھا۔" بالآخر معید لودھی نے کہہ ڈالا۔

"سر....." وہ شاکڈ ہو گئی۔

"پلیز صنم میری محبتوں کا جواب محبت سے دینا۔" انہوں نے جذبات میں اس کا ہاتھ تھام لیا اور صنم حیات کے اندر بجلی سی دوڑ گئی۔

"پلیز میرا ہاتھ چھوڑیں۔" اس نے ہاتھ کھینچا مگر وہ نازک سا ہاتھ بھرپور مردانہ ہاتھ میں تھا۔

"میں نے یہ ہاتھ چھوڑنے کے لیے نہیں پکڑا۔"

"پلیز....." وہ تیزی سے باہر بھاگی اس کا دوپٹہ غیر

ارادی طور پہ معید لودھی کے ہاتھ آگیا وہ دروازے سے باہر بھاگی تھی اسے یہ احساس بھی نہیں تھا کہ وہ دوپٹے کے بغیر ہے۔

سب کچھ اتنا آناً ”فاناً“ ہوا تھا کہ دونوں کو سمجھ نہ آئی ۔وہ کسی کی پروا کیے بغیر وہاں سے بھاگتی ہوئی لائبریری آ گئی اور معید لودھی جیسا چالاک انسان حالات دیکھتے ہوئے دوپٹہ وہیں پھینک کے آفس سے غائب ہو گیا تھا۔

عامر نے صنم حیات کو آفس سے بھاگتے دیکھا تھا اور وہ بھی بغیر دوپٹے کے' وہ ٹھنکا اور سیدھا گولی کی طرح اس کے پیچھے لپکا۔ ثامن نے بھی سب دیکھا تھا۔

یونیورسٹی کے اندر صرف دس منٹ میں ہلچل سی مچ گئی تھی۔

عامر کے پیچھے ثامن بھی اس کے سر پہ آن پہنچا۔ اس کی آنکھوں سے خونی شعلے نکل رہے تھے۔

”کیا ہوا ہے تمہیں۔“ ثامن کی آواز پہ وہ کسی کی پروا کیے بغیر اس سے جا لگی اور پھوٹ پھوٹ کے رو دی ۔

ثامن نے غصے میں اسے خود سے جھٹکے سے جدا کیا اور اس کے بازو کو اپنے آہنی شکنجے جیسے ہاتھ میں دباتے ہوئے پوچھا۔

”کیا ہوا ہے۔“ اس نے روتے ہوئے تمام بات بتا دی۔

جواباً ”ایک بھرپور مردانہ ہاتھ نے اس کے گال پہ انگلیوں کے نشان بنا دیے۔

”عارفہ اسے ہاسٹل لے جاؤ۔“ عامر نے کہا اور خود ثامن کے ساتھ معید لودھی کے آفس کے سامنے آ گیا۔

کافی لڑکے لڑکیاں آفس کے باہر ان کے ساتھ ہو گئے اور نعرے لگانے لگے۔

”معید غنڈے کو باہر نکالو۔ معید کو باہر نکالو۔“

سب کچھ آہستہ آہستہ ہنگامے کی شکل اختیار کر گیا تھا۔ آفس کو خالی دیکھ کے انہوں نے ہاسٹل کی طرف رخ کیا اور پتھراؤ شروع کر دیا۔ کھڑکیوں کے شیشے ٹوٹنے لگے۔ معید لودھی ہاسٹل کے اندر قید ہو گیا تھا۔

جونہی وی سی کے نوٹس میں آیا انہوں نے فوراً“ پولیس کال کر لی ثامن ارتضٰی عامر اور کچھ دوسرے لڑکوں کے ساتھ وی سی کے آفس میں آیا اور تمام بات بتائی۔

”بیٹا آپ لوگ کول ڈاؤن ہوں میں انصاف سے فیصلہ کروں گا آج ہی اس واقعہ کی تحقیقات کے لیے کمیٹی بناؤں گا مگر اس معاملے کو زیادہ اچھالیں نہیں معاملہ لڑکی کا ہے اور لڑکیوں کی عزت بہت نازک ہوتی ہے۔“ انہوں نے انہیں سمجھایا اور ٹھنڈا کر کے بھیجا۔

اسی دن انہوں نے معید لودھی کو بھی کال کیا اور تمام واقعہ پوچھا۔ ان کے بیان نے وی سی کو بھی کچھ سوچنے پہ مجبور کر دیا۔

☼ ☼ ☼

”عارفہ میری کتنی رسوائی ہو گئی ہے نا۔ ساری یونیورسٹی میں طرح طرح کی باتیں ہو رہی ہوں گی۔“ اس کا رونے سے برا حال ہو رہا تھا۔

”خود کو سنبھالو صنم۔ حالات کو فیس کرنا ہے تمہیں ۔“ آمنہ اس کا سر دباتے ہوئے بولی۔

”کیسے سنبھالوں۔ ایک دکھ تو نہیں ہے۔ عزت بھی گئی اور اسے بھی کھو دیا۔“ وہ بالکل مایوس ہو چکی تھی۔

”کتنا اس نے مجھے سمجھایا تھا مگر میں اپنے ہی زعم میں تھی اور۔۔۔“ اس سے آگے وہ جملہ مکمل نہ کر سکی۔

دوسری طرف قیامت کی رات ثامن ارتضٰی پہ گزر رہی تھی۔ جس بات کا اسے ڈر تھا وہ آج ہو ہی گئی۔ محبت اتنی جلدی انجام کو پہنچ جائے گی اس نے سوچا بھی نہ تھا۔

بدنامی صنم حیات کی ہوئی تھی اور وجود اس کا داغدار ہوا تھا۔ وہ نادم تھا کہ اس کی حفاظت بھی نہ کر سکا۔ اپنی محبت کو زمانے کی غلاظت سے نہ بچا سکا۔ وہ خود کو ہی موردالزام ٹھہرا رہا تھا۔

انکوائری کمیٹی نے ثامن ارتضٰی کے سرپرست اس کے بڑے بھائی حاسن ارتضٰی کو میٹنگ میں کال کیا تھا۔ دوسری طرف کرنل حیات بھی پریشان حال موجود تھے۔

انکوائری کمیٹی کے ممبرز وی سی اور معید لودھی سمیت سب بیٹھے تھے۔

صنم کے آنسو متواتر بہہ رہے تھے۔ کرنل حیات نے اسے سینے سے لگا لیا۔ انہیں اپنی بیٹی پہ پورا اعتبار تھا اس لیے انہوں نے اس سے کوئی وضاحت نہیں مانگی تھی۔

وی سی کی بات سننے کے بعد انہوں نے فیصلہ انکوائری بورڈ پہ چھوڑ دیا تھا۔

”سب سے پہلے معید لودھی آپ ساری بات بیان کریں۔“ انکوائری کمیٹی کے انچارج نے کہا۔

”سر میں ان کا ٹیچر ہوں اور یہ لڑکی صنم حیات شروع سے ہی کچھ اس قسم کی حرکات کر رہی تھی جس سے مجھے اندازہ ہوا کہ یہ مجھ میں انٹرسٹڈ ہے جب یہ کھل کے سامنے آئی تو میں نے اسے سختی سے ڈانٹا یہ پھر بھی اپنی حرکات پہ ڈٹی رہی ۔ یہ جب ہر طرح سے مایوس ہوئی تو یہ خود میرے آفس میں آئی اور پہلے سے طے شدہ پروگرام کے مطابق مجھے رسوا کرنے کی خاطر اس نے یہ حرکت کی۔ اور یہ شخص جس کا نام ثامن ہے اس نے اس کھیل سے فائدہ اٹھایا تاکہ مجھے بدنام کر سکے اس بات کی گواہ پوری کلاس ہے کہ شروع سے اس نے میرے ساتھ بدتمیزیاں کیں۔ اس بات کی حقیقت مجھ پر بعد میں ظاہر ہوئی کہ یہ اس لڑکی صنم حیات کو اپنی طرف مائل کرنا چاہتا تھا۔“ معید لودھی اس سے پہلے کہ کچھ اور بولتا ثامن چپ نہ رہ سکا۔

”سر یہ بکواس ہے جھوٹ ہے۔ یہ شخص جو بدقسمتی سے ہمارا استاد ہے انسان نہیں شیطان ہے۔“

”آپ چپ رہیں مسٹر ثامن۔ آپ کو بھی بولنے کا موقع دیا جائے گا۔“ کس نے کہا یہ ثامن نے غور نہ کیا۔

”سر میں یہ بات قرآن پاک پہ ہاتھ رکھ کے کہہ سکتا ہوں اور مسٹر ثامن سے بھی یہ بات قرآن پہ ہاتھ رکھ کے پوچھی جائے کہ کیا اسے صنم حیات سے محبت ہے یا نہیں۔“ معید نے تاک کے تیر پھینکا۔

معید لودھی نے قرآن پاک پہ ہاتھ رکھ کے اپنے جھوٹے بیان کو سچا قرار دے دیا۔

ثامن کے گلے میں کانٹے چبھنے لگے۔ وہ عجیب دوراہے پہ تھا۔ قرآن پہ ہاتھ رکھ کے جھوٹ بول نہیں سکتا تھا اور سچ اسے رسوا کر سکتا تھا اور اسے جھوٹا قرار دے دیتا۔

”سر میں اتنے چھوٹے اور گھٹیا معاملات میں قرآن پاک جیسی مقدس کتاب کو انوالو نہیں کرنا چاہتا۔ معید لودھی جیسے لوگوں کے لیے جھوٹا قرآن اٹھا لینا عام سی بات ہو گی اور میرے لیے گناہ کبیرہ۔ یہ حقیقت ہے کہ میں نے صنم حیات سے محبت بلکہ شدید محبت کی ہے۔ مگر۔۔۔“

”اگر مگر کچھ بھی نہیں۔ بات کلیئر ہو گئی ہے سر۔“ معید لودھی نے اس کی بات کاٹ دی۔ ”اگر یہ دونوں سچے ہوتے تو قرآن پر ہاتھ رکھ کے سچی بات کرتے۔“ معید لودھی نے ثامن ارتضٰی کی بات کاٹی۔

”یہ بکواس کر رہا ہے۔“ صنم حیات چیخی۔ ”الزام لگا رہا ہے مجھ پر کہ میں اس میں انٹرسٹڈ تھی یہ اس کی خوش فہمی ہے۔ یہ خود مجھے شکار کرنا چاہتا تھا۔“

”سر پوچھیے اس سے کہ کیا میں نے اسے آفس میں بلوایا تھا یا یہ خود آئی تھی۔ اور کیوں آئی تھی؟؟“ معید نے کہا تو انکوائری کمیٹی کے ایک ممبر نے صنم سے جواب چاہا۔

”میں خود گئی تھی یہ پوچھنے کہ جب میں نے ٹیسٹ میں کوئی سوال حل نہیں کیا تو پھر انہوں نے مجھے سب سے زیادہ نمبر کیسے دے دیئے۔“ صنم نے سچی بات کی۔

”سر ایک ایسی لڑکی جس نے اپنے پورے کیریئر میں ہمیشہ فرسٹ کلاس فرسٹ پوزیشن لی ہو اس سے آپ توقع کر سکتے ہیں کہ وہ بلینک ٹیسٹ دے گی۔ یونیورسٹی میرٹ لسٹ پر نظر دوڑائیں تو یہ ٹاپ آف دی لسٹ ہے۔“ معید لودھی نے چاروں اطراف سے کنٹرول

اپنے ہاتھ میں رکھا ہوا تھا۔وہ کائیاں تھا کہیں سے مات نہیں کھا رہا تھا۔

"مسٹر معید لودھی تمہارے بارے میں، میں صرف اتنا کہوں گا کہ تم پہلے بدتر تھے اب بدترین ہو۔"

"ثامن ارتضٰی آپ بدتمیزی مت کریں اور بیٹھ جائیں۔" وی سی بھی یونیورسٹی کی عزت کی خاطر یکطرفہ ہوئے جا رہے تھے۔

"اوکے سر مجھے انکوائری کمیٹی کا ہر فیصلہ منظور ہے۔" ثامن نے کہا اور بیٹھ گیا۔

کرنل حیات کے جھکے چہرے پہ ایک رنگ آرہا تھا اور ایک جا رہا تھا کہ آخر وہ بیٹی کے باپ تھے۔وی سی نے ان کی حالت کے پیش نظر صنم حیات کی بھی حمایت کرتے ہوئے فیصلہ کیا۔

معید لودھی ہمارے قابل احترام اسٹاف ممبر ہیں۔ان کو اس واقعے میں غلط انوالو کیا گیا اور ان کی کردار کشی کی گئی۔ صنم حیات کو ان کی غلطی پر کالج سے ایک ہفتے کے لیے اور ثامن ارتضٰی کو غلط پراپیگنڈہ کرنے پر دس دن کے لیے سزا کے طور پر یونیورسٹی سے نکالا جاتا ہے۔اور اگر صنم حیات اور ثامن ارتضٰی **معید** لودھی سے معافی مانگ لیں اور وہ بڑے پن کا مظاہرہ کر کے دونوں کو معاف کردیں تو یہ الگ بات ہے۔"

"تو......" ثامن پوری قوت سے دہاڑا۔اور کمرے سے نکل گیا۔

"سر ابھی جذباتی ہے نا سمجھ ہے۔میں نہیں چاہتا کہ ایک اچھا اسٹوڈنٹ یونیورسٹی چھوڑے۔میں نے اسے معاف کیا۔اور میں اپنے دوستانہ رویئے سے کوشش کروں گا کہ وہ سیٹ ہو جائے۔اس لئے کہ یہی ایک استاد کا امتحان ہوتا ہے کہ وہ بگڑے ہوؤں کو راہ پر لے آئے۔" **معید** لودھی کے اندر سیاستدانوں والے سارے جراثیم موجود تھے۔"ثامن بنیادی طور پر بہت اچھا لڑکا ہے اور مجھے امید ہے کہ وہ سنبھل جائے گا۔"

صنم کا جی چاہا کہ **معید** لودھی کا سر توڑ دے مگر...وہ کچھ نہ کرسکتی تھی۔

"ڈیڈی یقین کریں کہ **معید** لودھی جھوٹا شخص ہے۔" صنم نے کرنل حیات کا ہاتھ تھام کے کہا۔

"میں کسی کو نہیں صرف اپنی بیٹی کو جانتا ہوں کہ وہ کوئی غلط کام نہیں کرسکتی۔" انہوں نے اسے حوصلہ دیا۔

"ڈیڈی۔" وہ ان سے لگ کے پھوٹ پھوٹ کے رودی اندر کا سارا غبار نکالنا چاہتی تھی۔

"صنم بیٹا تم میری اکلوتی اولاد ہو۔تمہاری ماں کے مرنے کے بعد میں نے تمہیں ماں اور باپ بن کے پالا۔شاید ہم سے تمہاری تربیت میں کچھ کوتاہیاں ہوئی ہیں جو تمہاری ماں ہوتی تو نہ ہوتیں۔وہ تمہیں سکھاتی کہ کیسے لڑا جاتا ہے۔ لیکن بیٹا آئندہ محتاط رہنا۔مرد بیک وقت سراپا محبت اور نفرت ہے۔ تم نے مرد کے یہ دونوں روپ دیکھ لیے ہیں۔بیٹا آئندہ یہ غلطی نہ ہو۔" انہوں نے اسے سمجھایا۔

"ڈیڈی آپ میرے دوست بھی ہیں آپ سے نہیں چھپاؤں گی کہ میں... میں ثامن ارتضٰی سے محبت کرتی ہوں۔مگر میں اسے کھو چکی ہوں۔وہ مجھ سے خفا ہو گیا ہے۔"

"بیٹا اگر خدا نے اسے تمہارے مقدر میں لکھ دیا ہے تو کوئی جدا نہیں کرسکے گا۔تم اسے منانے کی کوشش کرو کہ وہ ایک سچا لڑکا ہے۔" انہوں نے اسے پہچان لیا تھا۔

ثامن کو بھلا وہ کیسے راضی کرسکتی تھی۔کس منہ سے اس کے سامنے جاتی۔اس کے لاکھ سمجھانے کے باوجود وہ اپنے اور اس کے لیے بے عزتی خرید چکی تھی۔بے دام۔

وہ تو انکوائری کمیٹی سے بھی بری ہو گئی اور باپ کی عدالت سے بھی۔اور ثامن ارتضٰی جو بے گناہ ہوتے ہوئے بھی گناہ گار ہو گیا تھا سب کے سامنے بھی اور بھائی کے سامنے بھی۔

"میں نے اس لیے تمہیں یہاں پڑھنے کے لیے بھیجا تھا کہ تم یہ سب کچھ کرتے پھرو۔"

"حاسن لالا میں شرمندہ ہوں کہ میری وجہ سے آپ

کو بھی شرمندگی اٹھانا پڑی۔" اس نے سر جھکا کے اعتراف کیا۔

"تمہیں شرمندہ ہونا بھی چاہیے۔"

"لالا مجھے وہ اچھی لگتی ہے۔" اسے حقیقت بیان تو کرنی تھی نا۔ آخر اس کا سب کچھ دو بڑی بہنیں اور یہ بھائی ہی تو تھا۔

"لیکن اب نہیں لالا اب نہیں۔اب وہ کبھی میری زندگی میں نہیں آسکتی۔"

"جذباتی مت ہو۔محبت بھی کرتے ہو اس سے اور ــــ"

"ہاں محبت کرتا ہوں مگر اب یہ میری انا کا مسئلہ ہے۔" وہ غصے میں تھا۔

"وہ تمہارے نام سے بدنام ہو چکی ہے ثامن اب اسے مزید تنہا مت کرو۔دیکھا نہیں کہ وہ کتنی شرمندہ ہو رہی تھی۔" حاسن ارتضٰی کو بھی وہ اچھی لگی تھی۔

"نہیں لالا میں اب اسے تسلیم نہیں کروں گا۔" وہ جذباتی ہو رہا تھا۔

"اوکے کول ڈاؤن۔ریلیکس رہو اور صرف اور صرف اپنی پڑھائی پر توجہ دو۔اور اب **معید** لودھی کچھ بھی کہے اسے اگنور کر دینا۔ورنہ تم ہی پھنسو گے۔"

"اچھا لالا ٹھیک ہے۔"

"اور اس کو۔میرا مطلب ہے صنم حیات کو اگر معاف کردو تو پھر مجھے فون پر بتا دینا۔" انہوں نے جانے سے پہلے اسے پھر سمجھایا۔

"پلیز لالا۔" اس نے صرف اتنا کہا۔

"اچھا اب میں چلتا ہوں۔"

"لالا میں اس ویک اینڈ پر آؤں گا دو تین دنوں کے لیے۔" خدا حافظ کہتے ہوئے اس نے اطلاع دی۔

انہیں خدا حافظ کہہ کر اپنے خیالوں میں مگن چلا آرہا تھا کہ مانوس سی آواز نے چونکا دیا۔

"ثامن۔" سامنے وہی دشمن جان کھڑی تھی۔

اس نے کترا کے گزر جانا چاہا تو وہ بالکل سامنے آگئی۔ آنکھیں گہرے پانیوں کی قید میں تھیں۔

"پھ۔پلیز۔" ٹپ ٹپ آنکھ سے ٹپکا آنسو۔اور زمین کی خشکی کی نذر ہو گیا۔

"تم نے جان بوجھ کے اس شخص سے ٹھوکر کھائی جو مجھے جہنم کی آگ سے بھی زیادہ جھلسا سکتا ہے اور اس نے میرے وجود کو تمہارے ذریعے جلا دیا ہے۔میرے سامنے نہ آنا اور اب چپ چاپ دونوں اپنی اپنی راہ پر چل دیں تو بہتر ہے۔" وہ نظریں پھیر کے بولا۔

"میری اور تمہاری راہیں ایک ہیں ثامن۔تم چاہو بھی تو انہیں الگ نہیں کرسکتے۔" وہ مستقل مزاجی سے جمی تھی۔اسے اپنا سانول منانا تھا۔مگر ابھی اس کی راہ میں یم تھا اور اسے وہ پار کرنا تھا۔

وہ بغیر کوئی بات کیے آگے بڑھ گیا۔"ثامن۔" وہ اس کے پیچھے بھاگی۔اور بازو سے پکڑ لیا۔

"میں تمہیں نہیں جانے دوں گی یوں۔"

"چھوڑو مجھے، مت لوگوں کو تماشا دکھاؤ، کبھی کسی کو اپنا بازو پکڑنے کا موقع دیتی ہو اور کبھی خود سر عام کسی کو تھام لیتی ہو۔کیا چیز ہو تم کوئی کردار ہے تمہارا۔" وہ ستمگر بالکل اجنبی بنا ہوا تھا۔

"ثا...ثامن۔" اس کا منہ حیرت سے کھلا کا کھلا رہ گیا۔وہ بالکل ڈھے سی گئی۔

وقت نے وہ چوٹ لگائی تھی کہ سنبھل ہی نہ پا رہی تھی قدم ڈگمگا گئے تھے۔وقت اور سمے گزرتے گئے۔اندھیرا اپنا جال پھیلا رہا تھا۔

☼ ☼ ☼

یونیورسٹی تقریباً خالی ہو چکی تھی اکا دکا لوگ بھی منظر سے چلے گئے تھے وہ اٹھنا چاہ رہی تھی کہ اسے اندھیرے سے ڈر لگنے لگا مگر جونہی کھڑی ہوئی آنکھوں کے آگے اندھیرا چھا گیا ساری دنیا گھومتی محسوس ہو رہی تھی۔ آخر چکرا کے گری تو ہوش نہ آیا۔

"آمنہ مجھے گھبراہٹ سی ہو رہی ہے۔اندھیرا ہو رہا ہے وہ آخر ابھی لوٹی کیوں نہیں۔" عارفہ گھڑی پر نظریں جمائے سخت فکرمندی سے بولی۔

"بات تو واقعی پریشانی کی ہے۔"

"میرا خیال ہے ثامن بھائی کو پتہ ہوگا انہیں کی طرف جانے کا کہہ کے گئی تھی نا۔" عارفہ نے کہا اور ثامن کو فون کر ڈالا۔

"ہیلو ثامن بھائی میں ہوں عارفہ۔"

"ہاں عارفہ کیوں خیریت تو ہے پریشان لگ رہی ہو۔"

"ثامن بھائی صنم ابھی تک ہاسٹل نہیں آئی آپ کی طرف گئی تھی وہ۔"

"ہاں ملی تھی مگر پھر مجھے کچھ علم نہیں۔"

"مجھے بڑی گھبراہٹ ہو رہی ہے۔"

"گھر تو نہیں چلی گئی کہیں۔" ثامن کو احساس تو ہو رہا تھا کہ اسے اتنے سخت الفاظ نہیں کہنے چاہیے تھے۔

"ایسے کیسے ہو سکتا ہے بھائی۔ بغیر اجازت کے وہ کیسے جا سکتی ہے۔ اس کو بہت تیز بخار بھی تھا۔" عارفہ تقریباً" رو دی۔

"اوکے تم گھبراؤ نہیں میں عامر کے ساتھ آرہا ہوں۔"

کچھ دیر بعد وہ عارفہ اور آمنہ کے ساتھ تھے۔

ہر طرف سے مایوس ہو کے وارڈن نے وی سی کو انفارم کیا۔ اس کی گمشدگی کی خبر ہاسٹل میں پہنچ گئی ہر طرف تلاش شروع ہو گئی۔

جونہی وی سی نے پولیس کو انفارم کیا اس کے ڈیڈی کرنل حیات بھی پہنچ گئے۔

بہت سے لڑکے لڑکیوں نے اس بات کی گواہی دی کہ انہوں نے اسے کار پارکنگ کی پچھلی سائیڈ بنچ پر بیٹھے دیکھا تھا۔

"سر وہ سائیڈ بالکل ہٹ کے ہے وہاں سے صرف وہی لوگ گزرتے ہیں جن کے پاس گاڑیاں ہوتی ہیں۔ آپ ذرا اس سائیڈ کی ہی چیکنگ کروا دیں اس کو بہت تیز بخار بھی تھا۔" عارفہ نے کہا تو یونیورسٹی کے اندر سے تلاش شروع ہوئی۔

اور واقعی وہ بالکل جھاڑیوں کے پاس الٹی پڑی تھی۔ فوراً" ہاسپٹل پہنچایا گیا۔

پولیس نے مکمل تفتیش کے بعد کہ یہ پولیس کیس نہیں ہے وہ بے ہوش ہو کے وہاں گری تھی جان چھوڑی۔

تین دن تک وہ ہاسپٹل میں رہی پھر کرنل حیات نے اسے ملٹری ہاسپٹل شفٹ کروا لیا۔ وہ بالکل خاموش تھی۔

"تم نے اسے کیا کہا تھا۔" عامر نے روم میں آ کے پہلی دفعہ اس سے پوچھا۔

"بہت کچھ کہا تھا بلکہ سب کچھ کہہ دیا تھا۔ حالانکہ اس کی غیر موجودگی میں ایک ایک لمحہ اس کو سوچتا ہوں مگر جب وہ سامنے آئی تو بالکل آؤٹ ہو گیا۔"

"تم نے اچھا نہیں کیا۔ ابھی جبکہ اس کو چوٹ بھی نئی نئی لگی تھی تمہیں اسے سہارا دینا چاہیے تھا۔" عامر نے کہا، وہ چپ چاپ سنتا رہا۔

"عامر اسے جب میں نے بار بار معید کے متعلق سمجھایا تھا تو پھر وہ کیوں اس کے آفس میں گئی۔"

"غلطی ہو گئی تھی اس سے۔ کیا اس نے اس غلطی کی کم سزا پائی ہے۔"

"اس نے کہاں سزا پائی ہے سزا و اذیت کی کشمکش میں تو میں ہوں۔ اپنے اور اس کے حصے کی سزا سہہ رہا ہوں۔ اب سمجھ میں نہیں آرہا کہ کیا کروں۔"

"ازالہ۔"

"کیسے۔"

"ثامن! تم لالا سے بات کرو اور اسے پرپوز کرو۔"

"کیا مان جائے گی وہ۔"

"خدا جانے۔ کوشش کرنے میں کوئی حرج نہیں ہے۔"

وہ اگلے ہی دن گاؤں چلا آیا۔ اور تمام واقعہ حاسن لالا کو کہہ سنایا۔

"اب کیا چاہتے ہو۔"

"آپ اس کے ڈیڈی سے ملیں۔"

"میرا خیال ہے پہلے تمہیں اس سے مل کر خود کو کلیئر کرنا چاہیے۔ ان حالات میں وہ صاف انکار بھی

کر سکتی ہے اور وہ کرے گی بھی یہ ہی دیکھ لینا۔" حاسن نے کچھ سوچتے ہوئے کہا تو وہ بھی سوچ میں پڑ گیا۔

☼ ☼ ☼

"میرا دماغ پھٹ جائے گا ڈیڈی۔" وہ باپ سے لگ کے پھوٹ پھوٹ کے رو دی۔

"نہیں میری جان یوں نہیں روتے۔ تم بالکل ٹھیک ہو جاؤ گی۔" کرنل حیات نے بیک وقت ماں اور باپ دونوں کا کردار ادا کیا تھا اور آج سے وہ اس کی سہیلی بھی ہو گئے تھے۔

"ڈیدی! میرا اعتبار نامی چیز سے بالکل اعتبار ختم ہو گیا ہے۔"

"بیٹا! ثامن اچھا لڑکا ہے۔ میں نے اسے پہچان لیا تھا۔"

"نہیں ڈیڈی! جہاں معید لودھی مجھے جسمانی طور پر رسوائی کے کھلے میدان میں لایا تھا۔ وہاں ثامن ارتضیٰ ذہنی طور پر مجھے لایا ہے۔ میں ان دونوں کی وجہ سے کسی پہ بھی اعتبار کرنے کے قابل نہیں رہی۔ مرد ناقابل اعتبار بھی ہوتا ہے اور قابل نفرت بھی۔ کم از کم میرے لیے مردوں کا روپ یہی ہے۔ مجھے امید ہے ڈیڈی آپ بھی مجھے مجبور نہیں کریں گے۔" وہ بہت دلبرداشتہ ہو چکی تھی۔

کرنل حیات نے بھی اسے مزید کہنے اور سمجھانے سے خود کو باز رکھا کہ ڈاکٹر نے اسے سختی سے آرام کرنے کو کہا تھا۔

"او کے ڈیئر تم تھوڑی دیر کے لیے سو جاؤ۔ میری واک کا ٹائم ہو رہا ہے۔"

"او کے ڈیڈی۔"

مگر آرام کہاں تھا۔ ان کے جانے کے بعد سوچوں کی گہری بدلیاں اس کے ارد گرد ہو گئی تھیں۔

"مجھے طوفانوں کے حوالے کر کے میرے وجود میں نیزے اتار کے تم نے ثامن ارتضیٰ، مجھے مڑ کے بھی نہ دیکھا تھا کہ جان نکلنے کا منظر اتنا وحشت ناک تھا۔ میں اس لمحے چکرا کے گری نہیں بلکہ مر گئی تھی ہاں میں صنم حیات اس دن مر گئی تھی۔ میں نے وہاں لاشعوری طور پر بے جان وجود کے ساتھ تمہارا انتظار کیا تھا کہ شاید تمہیں اپنے الفاظ کے زہریلے پن کا احساس ہو جائے اور تم مجھے آ کے دوبارہ سوری کہہ کے ساتھ لے جاؤ محبت کا تقاضا تو یہی تھا۔ گویا کہ اب محبت بھی نہیں رہی۔ اور اب ہاں اب صنم حیات بہت بہادر بن جائے گی اور تم جیسے مردوں سے بالکل دھوکا نہیں کھائے گی۔ مرد عورت کی کمزوری سے فائدہ اٹھاتا ہے اور عورت کو اپنی اس کمزوری سے چھٹکارا پالینا چاہیے۔ عورت کو مرد کے کردار سے محبت ہونی چاہیے اور مجھ جیسی ناسمجھ لڑکیاں تم جیسے دھوکے بازوں کی ظاہری خوبصورتی سے متاثر ہو جاتی ہیں۔ مگر میں صرف ایک دفعہ ٹھوکر کھانے کی عادی ہوں بار بار نہیں۔"

دس پندرہ دن کے اندر وہ بالکل نارمل ہو گئی۔

"ڈیڈی کیا آپ کو نہیں لگتا کہ میرے اندر میری تربیت میں کہیں پہ کوئی کمی رہ گئی ہے۔" رات ڈائننگ ٹیبل پر بیٹھے بیٹھے وہ کھوئی کھوئی بولی۔

"ہاں جان مجھے بھی لگتا ہے۔ میرے اندر کوئی کمی تھی جو تمہارے وجود میں اتر گئی ہے۔"

"وہ کون سی کمی ہے ڈیڈی۔" وہ الجھی۔

"بیٹا تمہاری ماں ہوتی تو قدم قدم پر تمہاری رہنمائی کرتی۔ بیٹا تم خود اپنا جائزہ لو اور دیکھو کہاں کیا کمی ہے؟" انہوں نے سب کچھ اس پر ہی چھوڑ دیا۔

"ٹھیک ہے ڈیڈی۔"

"گڈ گرل میں تمہیں اتنا ہی بہادر اور طاقتور دیکھنا چاہتا ہوں۔" وہ اس کے سر پر ہاتھ رکھ کے بھرپور شفقت سے بولے۔

"تھینک یو ڈیڈی۔"

"اب یہ بتاؤ یونیورسٹی کب جاؤ گی۔"

"پرسوں انشاءاللہ۔"

"ویل ڈن۔ اب تم ایک فوجی کی بہادر بیٹی بن گئی ہو۔"

وہ مسکرا دی۔

☼ ☼ ☼

"عامر! تم اس کے بارے میں پوچھو نا عارفہ سے۔" ثامن نے کہا تو وہ غصے سے اس کی طرف پلٹا۔

"تم خود کیوں نہیں پوچھتے، ہونٹ سلے ہیں کیا۔"

"عامر پلیز یار۔" اس نے فوراً لہجہ بدلا۔

"چلو آؤ دونوں مل کر پوچھ لیتے ہیں۔"

"السلام علیکم مس عارفہ اینڈ آمنہ۔" وہ ان کے پاس آئے تو عامر نے بات شروع کرنے کے لیے کہا۔

"وعلیکم السلام۔ کیسے ہیں آپ" عارفہ اپنی فائل بند کر کے بولی۔

"بیٹھ جائیں۔" عامر نے اجازت طلب کی۔

"بالکل۔" دونوں نے ایک ساتھ سر ہلایا۔

"عارفہ صنم کیسی ہے۔" عامر نے جان بوجھ کر ادھر ادھر کی باتیں شروع کر دیں تو ثامن کو بولنا ہی پڑا۔

"کافی بہتر ہے کل آ رہی ہے یونیورسٹی۔" ثامن کے دل کے اندر بہاروں کی آمد نے خوشی کے گیت گانے شروع کر دیے۔

اگلے دن وہ واقعی سامنے کرسی پر بیٹھی تھی کمزور اور پیلی پیلی لگ رہی تھی۔ ثامن کی ہمت ہی نہیں ہو رہی تھی کہ اس کے پاس جاتا۔ یوں ہی پورا دن گزر گیا۔ عامر نے اسے بے بھاؤ کی سنائیں۔

"کس منہ سے عامر اس کی طرف جاتا۔ کیا کہتا۔" وہ انگلیاں بالوں میں پھنسا کے بولا۔

"کم از کم اپنے رویے کی معافی ہی مانگ لیتے۔"

"معافی کے الفاظ ہی کھو گئے تھے پورا دن ڈھونڈتے ڈھونڈتے گزر گیا۔" اور یوں پورا ہفتہ گزر گیا۔

"ثامن بھائی اتنے سخت دل ہیں آپ۔ میں سوچ ہی نہیں سکتی تھی۔" عارفہ اس کے سامنے شکوہ بھری نگاہوں سے کھڑی تھی۔

"عارفہ۔ میں سخت نہیں بلکہ بہت کمزور شخص ہوں۔ نہ محبت پر قائم رہ سکا اور نہ ہی نفرت کر سکا۔" وہ ہارا ہوا تھا۔

"ثامن بھائی میں نے آپ کو ہی نہیں اسے بھی ہارا ہوا ہی دیکھا ہے۔ یہ کیسا کھیل تھا جس میں دونوں ہی ہار گئے ہیں۔"

وہ کہہ کے چلی گئی۔ اور وہ صرف اسے جاتے ہوئے دیکھتا رہا۔

وہ کلاس لے کر نکلا تو صنم تنہا کیفے ٹیریا۔ جاتی نظر آئی۔ اس کے قدم بے ساختہ اٹھے۔ وہ ٹیبل پر اکیلی بیٹھی تھی۔

"میں بیٹھ جاؤں یہاں۔" اس نے پوچھا تو وہ سر جھکائے جھکائے بولی۔

"جی تشریف رکھیے میں کہیں اور بیٹھ جاتی ہوں۔" وہ اٹھی تو وہ اس کے سامنے آ گیا۔

"تم کیسی ہو۔"

"پہلے جیسی نہیں رہی بہت بہادر ہو گئی ہوں۔" وہ اس کے چہرے پر نظریں جما کے بولی تو وہ گڑبڑا گیا۔

"صنم۔ صنم میں تمہیں بہادر ہی دیکھنا چاہتا ہوں۔"

وہ مسکرایا۔

"ضرور دیکھیں لیکن یہ بہادری آپ کے لیے نہیں بلکہ آپ کی وجہ سے آئی ہے۔"

"صنم پلیز سب بھول جاؤ۔"

"سب بھول جاؤں، یہ بھی بھول جاؤں کہ تمہارے نزدیک میں..." وہ لفظ چبا چبا کے بولی۔

"صنم وہ سب......"

"پلیز ثامن مرد بنو اپنے الفاظ اور زبان پر قائم رہو۔" وہ اس کی بات کاٹ کے تقریباً چیخ اٹھی۔

"کیا بھول جاؤ گی مجھے۔"

"بھول جاؤں گی نہیں بلکہ بھول چکی ہوں۔ تم نے مجھے لڑنا سکھایا ہے، شکریہ۔" وہ بالکل ہی بدل گئی تھی۔

"صنم آئی ایم سوری۔"

"پلیز ثامن مجھے زندہ رہنے دو میں بہت تھک گئی ہوں پلیز مجھے زندہ رہنے دو۔ میرے راستے میں خدا کے لیے مت آؤ اب کے ایک بھی ٹھوکر لگی تو کرچی کرچی ہو جاؤں گی۔" وہ ہچکیوں سے رو پڑی۔

"اب کے دل میں چھپا کے رکھوں گا۔ اعتبار کر لو

صنم" وہ بالکل بے بس ہو گئی تو وہ بھی ٹوٹنے لگا۔

"اگر مجھ سے محبت ہے تو میرے راستے میں مت آنا ثامن۔ میں نہیں چاہتی کہ جو تم نے میرے ساتھ کیا وہی میں تمہارے ساتھ کروں۔ تم نے مجھے ٹھوکر ماری تھی میں ٹھوکروں کے قابل تھی مگر تم...... تم اس قابل نہیں ہو اس لیے خود ہی راہ سے ہٹ جاؤ کہ کہیں تمہیں ٹھوکر مارتے ہوئے خود ہی نہ ٹوٹ جاؤں۔" وہ روتی ہوئی وہاں سے بھاگ گئی۔ اور وہ ہاتھ کی لکیروں میں الجھ گیا۔ جن میں نجانے صنم حیات کا نام تھا بھی یا نہیں۔

☼ ☼ ☼

اپنے رب کو سجدہ کر کے اٹھا تو تاریکی کے گہرے بادل یک دم چھٹ گئے تھے۔ دل کے اندر نہاں خانوں میں سکون کی لہریں اٹھی تھیں۔

"ثامن" ۔وہ اپنی سوچوں میں گم تھا کہ بڑی آپا نے چونکا دیا۔

"جی آپا۔"

"کیا سوچ رہے ہو۔"

"یہی کہ رب سے دوستی کتنی آسان ہے کتنا مہربان ہے نا وہ آپ اس کی طرف ایک قدم بڑھاؤ تو وہ آپ کی طرف دس قدم بڑھاتا ہے اور ہم دنیاداری میں لگ کے سب کچھ بھول جاتے ہیں۔" وہ سنجیدگی سے بولا۔

"میں نے تمہیں اپنے بیٹے کی طرح سمجھا ہے تمہیں ہمیشہ کہا کرتی تھی کہ ثامن دنیا یہیں رہ جائے گی اور وہ ابدی زندگی ہے اس کے لیے کچھ کرو۔ مگر جوانی میں انسان سب کچھ بھول جاتا ہے۔ جوانی کی عبادت میں جو ثواب ہے وہ بڑھاپے کی عبادت سے کئی گنا زیادہ ہے۔" وہ بالکل اماں کا عکس تھیں۔

"آپا یاد ہے میں ہمیشہ بے انتہا محنت کرتا تھا پھر بھی میری پوزیشن ہمیشہ سیکنڈ یا تھرڈ ہی ہوتی تھی فرسٹ نہیں۔ میں جھنجلا جاتا تھا اور چیخ چیخ کر خود سے کہتا تھا کہ کہاں کمی ہوتی ہے اب میں جان گیا ہوں کہ کہاں کمی تھی۔ ننانوے فیصد وہ آپ کو آپ کی محنت کا ثمر اور ایک فیصد وہ اٹھے ہوئے ہاتھوں کی بدولت کامیابی دیتا ہے میں محنت تو کرتا تھا مگر تکمیل تو اس ایک فیصد کے حصول کے بعد ہی ہو سکتی تھی بس وہی ایک فیصد کی کمی تھی۔" وہ کھوئے ہوئے بولا۔

"میری جان، بہت سنجیدگی بہت آگئی تم میں۔"

"اچھی بات نہیں ہے۔" وہ مسکرایا۔

"تو پھر اس کا مطلب ہے۔" وہ رکیں۔

"کیا...... اس کا کیا مطلب ہے۔"

"کہ اب تمہارے متعلق سنجیدگی سے سوچنا پڑے گا۔"

"اب...... میں تو کب کا سنجیدگی سے ہی سوچ رہا ہوں۔" وہ شرارت سے بولا۔

"کیا وہ بہت خوبصورت ہے۔" انہوں نے اگلا سوال بہت اچانک کیا تھا۔ وہ سوچ میں پڑ گیا۔

"کم از کم میرے لیے تو ہے۔"

"حاسن کو بھی اچھی لگی ہے۔"

"کون گل ورینہ" اس نے شرارت سے ہونے والی بھابھی کا نام لیا۔

"بکو مت۔ وہ تو ہے ہی اچھی۔ میں صنم کی بات کر رہی ہوں۔"

"ہاں تو کیا وہ بری ہے۔" وہ لفظوں کو پکڑنے لگا۔ مزا آرہا تھا صنم کی ذات کو زیر بحث لاتے ہوئے۔

"تھوڑی تھوڑی۔"

"کیا مطلب۔" اس نے مصنوعی غصے کا مظاہرہ کیا۔

"مطلب یہ کہ وہ کیوں ثامن ارتضٰی کو تڑپا رہی ہے۔ اچھی بات تو نہیں ہے نا یہ۔"

"واہ۔" وہ ہنس پڑا۔

"کیوں غلط کہہ رہی ہوں کیا۔"

"ہاں جی اس لیے کہ وہ بری نہیں بلکہ بہت اچھی ہے جس کی بدولت میں کسی اچھی راہ پر چل پڑا ہوں۔"

"بڑی سائیڈ لی جا رہی ہے ابھی سے۔"

"آپا پتہ نہیں کاتب تقدیر نے اس کا نام میری

قسمت میں لکھا بھی ہے یا نہیں۔"

"اللہ اچھا کرے گا۔"

"مجھے بہت ڈر لگتا ہے آپا۔"

"جن کا اللہ پہ پکا ایمان ہوتا ہے وہ کسی بھی حال میں نہیں ڈرتے۔ پر امید رہتے ہیں صبح روشن کے لیے۔"

"وہ تو میں ہوں۔"

اور وہ دونوں ہی مسکرا پڑے۔

☼ ☼ ☼

کرنل حیات کو اکلوتی بیٹی کا دکھ برداشت نہیں ہو رہا تھا۔ انہوں نے کبھی بھی نہیں سوچا تھا کہ حالات یہ رخ اختیار کریں گے۔ انہوں نے آمنہ سے رابطہ کیا۔

"آمنہ میں بہت پریشان ہوں تم سے مشورہ چاہتا ہوں۔ بیٹا صنم کے لیے ایک دو بہت اچھے رشتے ہیں اور......"

"مگر انکل۔" بات ابھی ان کے منہ میں ہی تھی کہ وہ تڑپ کے بولی۔ "وہ خوش نہیں رہ پائے گی۔"

"تو پھر......"

"انکل وہ ثامن کو بہت پسند کرتی ہے۔"

"تو پھر بیٹا میں اسے کہاں سے لاؤں۔ خود ان لوگوں کو بھی تو رابطہ کرنا چاہیے تھا نا۔ میں خود تو ان کے پاس نہیں جا سکتا۔" وہ بے بسی سے بولے۔

"کوئی فرق نہیں پڑتا انکل۔ پروپوزل تو کسی بھی سائیڈ سے دیا جا سکتا ہے۔"

"ہماری سوسائٹی میں یہ پسند نہیں کیا جاتا بیٹی۔"

"اس سوسائٹی کی باتیں چھوڑیں۔ اسے خوش کرنا بہت مشکل ہے اپنی اولاد کی خوشی کا سوچیں۔"

"نہیں آمنہ۔" وہ بھاگ کے اندر آئی۔ "مجھے اتنا مت گراؤ۔ ڈیڈی ایسی بات بھی نہیں کہ میں اس کے بغیر رہ نہیں پاؤں گی۔ ایسا بالکل نہیں سوچیں اور جو پروپوزل ہیں انہیں میں سے اگر مناسب سمجھیں تو فیصلہ کرلیں۔ یقین جانیں میری خوشی صرف میری عزت میں ہے۔" وہ بہت مضبوط بن گئی تھی۔

"ٹھیک ہے میری جان۔" انہیں بھی خود رابطہ کرنا گوارا نہ تھا۔

☼ ☼ ☼

بہت پیار کرتے ہیں تم کو صنم
قسم چاہے لے لو خدا کی قسم

گلوکار کی خوبصورت آواز ثامن کے جذبات کی مکمل عکاسی کر رہی تھی۔ کتنی دفعہ اسے اپنے پاس اپنے پہلو میں سوچ چکا تھا وہ اس کے لیے بہت کچھ تھی۔ وہ اس کا پہلا پہلا پیار تھی۔ چاہت کی پہلی برکھا تھی جس نے اس کے تن کو بھگویا تھا۔

رسوائی اس کا مقدر کیوں بنی۔ وہ کیوں تماشا بنی بس یہی دکھ ہے اور خوف ہے اس بات کا کہ کہیں یہ رسوائی ان دونوں کے درمیان دیوار نہ بن جائے۔

"میں کیوں دیوانہ ہو گیا تھا۔ کیوں اسے برا بھلا کہا اس کا کیا قصور تھا۔ وہ تو جبراً" اس دلدل میں گھسیٹی گئی تھی۔

"لالا" وہ اس سوچ کے ساتھ کہ کہیں زیادہ دیر نہ ہو جائے حاسن کے کمرے میں آگیا۔

"ہوں بولو۔"

"لالا مجھے اچھا تو نہیں لگ رہا مگر میں چاہتا ہوں کہ آپ اگر صنم کے فادر سے مل لیں تو......" اس نے سر جھکا کے ہمت کی۔

"کیوں۔"

"لالا پلیز۔"

"اچھا مل لوں گا اور تمہارے مطلب کی بات بھی کرلوں گا۔ اب مطمئن ہو جاؤ۔"

"تھینک یو لالا۔ تھینک یو ویری مچ۔" حاسن مسکرا دیا۔

کرنل حیات سوچ میں پڑ گئے۔

"انکل یقین جانیں ثامن بہت سمجھدار لڑکا ہے۔ انشاء اللہ صنم کی تمام تکلیفیں جو اس نے سہی ہیں دور کر دے گا۔ اور پھر دونوں کی خواہش بھی تو ہے۔

دونوں ایک دوسرے کو پسند کرتے ہیں۔"

"ہاں یہ تو ہے مگر نجانے کیوں صنم کچھ ناراض سی لگتی ہے ثامن سے۔"

"سب ناراضگی دور ہو جائے گی آپ ابھی ہاں کردیں۔"

"میں صنم کی مرضی اور رائے کے بغیر ہاں کیسے کر سکتا ہوں۔" کرنل حیات نے کہا۔

"آپ بات کرلیں۔ میں ایک دو دنوں بعد پھر آؤں گا۔" حاسن نے کہا اور ساتھ ہی اٹھ گئے۔

جب کرنل حیات نے صنم سے بات کی تو وہ صاف انکاری ہو گئی۔

"نو پاپا ہرگز نہیں۔"

"کیوں بیٹا اچھا لڑکا ہے، تمہیں پسند کرتا ہے اور..." کرنل حیات کی بات اس نے کاٹ دی۔

"پھر بھی نہیں ڈیڈی۔ بس نہیں۔" وہ غصے میں تھی اور کرنل حیات اس کے انداز گفتگو سے سمجھ گئے کہ اس وقت وہ صرف غصے میں ہے۔

انہوں نے اس کے علم میں لائے بغیر ہاں کردی اور آمنہ کو بھی سمجھا دیا کہ وہ اسے علم نہ ہونے دے کہ اس کی منگنی ثامن ارتضیٰ سے ہی ہو رہی ہے۔

"تم ثامن کے بغیر خوش رہ سکو گی۔" آمنہ نے اداکاری کرتے ہوئے پوچھا۔

"رہ لوں گی۔" کہتے ہوئے اس کی آنکھوں میں آنسو آگئے۔

"ٹھیک ہے رہ لینا۔ منوالو اپنی ضد۔" آمنہ نے کندھے اچکائے اور کمرے سے نکل گئی اور اس کے جانے کے بعد صنم حیات پھوٹ پھوٹ کے رو پڑی۔

وہ بالکل بے جان بت کی مانند ہو گئی تھی آٹھ دس عورتیں آئی تھیں۔ وہ نہیں جانتی تھی کہ وہ کون کون تھیں بس سب نے باری باری اسے پیار کیا کچھ رقم دے رہی تھیں اور آخر میں ایک نے خوبصورت سی ڈائمنڈ رنگ اسے پہنائی۔ جو اس بات کا ثبوت تھی کہ وہ ثامن کے لیے ہمیشہ ہمیشہ کے لیے اجنبی ہو گئی تھی۔ ٹپ ٹپ آنسو ہاتھ پر گر رہے تھے۔

"بہت مبارک ہو جان اور اپنا خیال رکھنا اور سنو اب پرسوں یونیورسٹی پہنچ جانا۔" آمنہ نے گھر جانے سے پہلے کوئی دس ہزار بار اسے کہا تھا۔

"ضرور آؤں گی۔" وہ مسکرائی۔

اسے ایک نہ ایک دن تو سامنا کرنا ہی تھا اس کے لیے پہلا ہی دن کیوں نہ ہوتا۔ قیامت تو خود اس نے اپنے ہاتھوں خانہ دل میں برپا کی تھی۔ پھر سوگ کس چیز کا مناتی۔ اس نے ہمت کی اور یونیورسٹی آگئی کوریڈور سے گزرتے ہوئے وہ ٹکرا گیا۔ اس کا دل دھڑک اٹھا۔

"السلام علیکم" ثامن کو ابتدا کرنا پڑی۔ مگر وہ بالکل خاموش رہی۔

"صنم میں تم سے اپنے رویے کی معافی مانگنا چاہتا ہوں۔" وہ ایک طرف ہو کے اس سے بولا۔

"اب کیا فائدہ۔" وہ اپنی منگنی کی انگوٹھی والا ہاتھ آگے کر کے بولی۔ تو ثامن نے بغیر جھجکے اس کا ہاتھ تھام لیا۔ صنم کے تو چہرے کا رنگ ہی بدل گیا۔ بھاگ کے وہاں سے نکلی اور وہ مسکراتے ہوئے اسے دیکھتا رہا۔

دل کی دھڑکنوں پر بالکل اختیار محسوس نہ ہو رہا تھا صنم کو۔ "اف خدایا ثامن نے یہ کیا حرکت کر ڈالی ہے۔ اگر کسی نے دیکھ لیا تو ایک دفعہ پھر میں بدنام اور رسوا ہو جاؤں گی۔ مگر..... مگر اس کے ہاتھ میں کیا تھا کہ روح تک میں کچھ عجیب سا سرور اتر گیا ہے۔ مگر نہیں اب یہ سب نہیں ہونا چاہیے اب یہ ہاتھ کسی اور کی امانت ہے۔" اس نے فوراً ہی اپنے جذبات و احساسات کی نفی کی۔

"جب ثامن کو علم ہو گا کہ میں اب کسی اور کی ہو گئی ہوں تو وہ کتنا ہرٹ ہو گا۔ کتنا ٹوٹ جائے گا بکھر جائے گا۔" یکدم وہ افسردہ ہوئی۔ اس کو تو آج اس کی آنکھوں کی روشنی ہی نہیں بھول رہی تھی۔

"نہیں ثامن کبھی مت ٹوٹنا۔" ہاتھ بے ساختہ دعا کے لیے اٹھے۔

☼ ☼ ☼

رات کا نجانے کون سا پہر تھا جب وہ گھبرا کے اٹھی

تھی۔ پورا جسم پسینے سے شرابور تھا۔

"او خدایا کیا وہ خواب تھا۔" وہ چہرے پر ہاتھ پھیر کے بولی۔

"کیا ہوا صنم۔" آمنہ بھی نیند سے اٹھ بیٹھی۔

"آمنہ میں نے خواب میں دیکھا میں اپنے وجود کو ڈھانپنے کی کوشش کر رہی ہوں اور ہوا اتنی تیز ہے کہ دوپٹہ اڑتا چلا جا رہا ہے اور پھر اچانک ثامن ارتضیٰ آتا ہے اور سفید رنگ کا دوپٹہ میرے گرد لپیٹ دیتا ہے۔ پھر میری آنکھ کھل گئی۔"

"بہت اچھا خواب ہے۔" آمنہ نے کہا۔ "خدا مبارک کرے آمین۔" وہ اٹھی اور فوراً وضو کر کے تہجد کی نیت کی۔

دن بدن اس کے اندر روشنی پھیلتی جا رہی تھی۔ وہ دین کی باریکیوں میں دلچسپی لینے لگی تھی۔ بالوں کو ڈھانپنا شروع کر دیا تھا۔ نماز باقاعدگی سے پڑھنے لگی تھی۔

بلیک اسکارف میں اس کا خوبصورت چہرہ اور بھی دمکنے لگا تھا۔ اس کے چہرے کی معصومیت اور اس کی چال کا وقار اسے اور بھی قابل احترام بنا رہا تھا۔

ثامن کا ڈھیروں خون بڑھنے لگا تھا۔ وہ اس کی حسب خواہش بنتی جا رہی تھی۔ وہ بھی اس کی طرف قدم بڑھانے میں جھجک محسوس کرنے لگا تھا۔

دل کی حالت ناقابل بیان تھی اور قدم حوصلہ نہیں کر پا رہے تھے۔ وہ تو سمجھ رہا تھا کہ وہ اس سے سوری کرے گا اور یہ راز کھول دے گا کہ وہی تو ہے جس کے نام کی انگوٹھی اس نے اپنی انگلی میں سجا رکھی ہے۔ مگر اس کا رویہ بالکل اجنبی اور سرد ہو چکا تھا۔

"میں کیا کروں عامر" وہ کیفے میں آیا اور جھنجھلاتے ہوئے کہا ساتھ ہی بیٹھنے کے لیے ساتھ والی ٹیبل سے کرسی کھینچی۔

"بڑی زبردست صورتحال ہے۔ مزا آ رہا ہے۔" عامر نے مزا لیا۔

"بکواس نہیں کرو۔ مزا کس بات کا۔"

"کیا فلمی کہانی بن گئی ہے تم دونوں کی۔"

"لیکن اس فلمی کہانی کا کہیں ڈراپ سین بھی تو ہونا چاہیے تھا۔" ثامن ہاتھ کی الجھی ہوئی لکیروں پر نظریں جما کے بولا۔

"ہو جائے گا ابھی کافی ٹائم پڑا ہے۔"

"ہاں ان الجھی لکیروں میں کہیں نہ کہیں تو اختتام ہو گا جو ابھی میں نہیں ڈھونڈ پا رہا۔ کہیں تو ان کا کوئی سرا ہو گا۔" ثامن بالکل بھی مایوس نہ تھا۔

"السلام علیکم بھائی۔" اب تو صنم کے رشتے سے ثامن آمنہ اور عارفہ کا پکا پکا بھائی بن چکا تھا۔

"وعلیکم السلام۔ جیتی رہیے۔" عامر نے شرارت سے اسی چہکتے انداز میں جواب دیا۔

"بڑے خوش ہیں کیا بات ہے۔" عارفہ نے پوچھا۔

"بھئی اللہ خوش ہی رکھے۔" وہ لہک کے بولا۔

"آمین۔"

"ویسے وہ جو آپ کے ساتھ تیسری ہوتی تھی وہ کہاں ہے۔" عامر نے ادھر ادھر دیکھتے ہوئے پوچھا۔

"راستے میں عندلیب جمال مل گئی تھیں انہیں سے باتوں میں لگ گئی اور ہم اس طرف آگئے۔"

"ثامن بھائی آپ بہت چپ چپ ہیں۔" عارفہ نے اسے بھی گفتگو میں شامل کیا۔

"میں سوچ رہا ہوں کہ آپ لوگ کسی کو بولنے کا موقع کیوں نہیں دیتے۔"

"اف۔" وہ تینوں ایک ساتھ بولے۔ اور وہ مسکرا دیا۔ اتنے میں وہ بھی کیفے ٹیریا میں داخل ہوئی اور انہیں ادھر ادھر ڈھونڈنے لگی۔

عارفہ نے ہاتھ ہلا کے اسے متوجہ کیا تو وہ پر وقار چال چلتی ہوئی ان کے ساتھ آن بیٹھی۔

"کیسی ہیں آپ۔"

"ٹھیک ہوں عامر بھائی۔ اللہ کا کرم ہے۔"

"کیا پیئں گے آپ لوگ۔" ثامن نے کینٹین والے لڑکے کو ہاتھ کے اشارے سے بلاتے ہوئے پوچھا۔ سب نے کولڈ ڈرنک کی فرمائش کی۔

"ویسے صنم آپ اپنی منگنی کی ٹریٹ کب دیں گی۔ ثامن تو پرسوں دے رہا ہے۔" عامر نے غیر متوقع

ٹاپک چھیڑا۔
"صنم تو منگنی کی ٹریٹ دے گی۔ یہ ثامن بھائی کس بات کی ٹریٹ دیں گے۔" عارفہ نے پوچھا۔
"بھئی آپ لوگوں کو نہیں پتہ کہ ثامن کی بھی منگنی ہوگئی ہے۔" بے ساختہ دونوں کی نظریں ملیں ثامن مسکرایا تو اس نے نظریں جھکالیں۔
دل کی حالت ناقابل بیان تھی کھو تو پہلے ہی چکی تھی مگر اب تو آخری کیل بھی ٹھونک دی گئی تھی۔ باقی سب کیا بول رہے تھے کیا سوچ رہے تھے۔ وہ بالکل لاعلم تھی۔
"بالکل دوں گا بلکہ گرینڈ فنکشن ہوگا ڈیئر فرینڈز۔" ثامن چہکا تو وہ اٹھ کھڑی ہوئی۔
"کہاں بھئی۔"
"میری کلاس شروع ہونے والی ہے۔" اس نے جھوٹ بولا، حالانکہ ان سب کا اگلا پیریڈ فری تھا۔ جواباً سب کا زوردار قہقہہ گونجا اور وہ تیزی سے وہاں سے نکل گئی۔
"یہ اس کے ساتھ زیادتی نہیں ہو رہی کیا۔" آمنہ نے پوچھا۔
"کون کر رہا ہے یہ زیادتی۔" ثامن نے جواباً پوچھا۔
"نہیں آمنہ ابھی چلنے دو۔ جو ظلم کرتے ہیں انہیں ظلم سہنا بھی چاہیے اس نے خود مجھے ریجیکٹ کیا ہے حالانکہ میں تو اس کی غلطی کی سزا کے طور پر بدنام ہوا ہوں۔ میں تو اس کی محبت میں رسوا ہوا تھا اور ہو رہا ہوں۔ پھر اس نے مجھے کیوں ریجیکٹ کیا۔" ثامن ٹھہر کے بولا۔
"پلیز یار ثامن تم دونوں کیا ساری زندگی یہی کچھ کرتے رہو گے۔" عامر جھنجلایا تو وہ چپ ہو رہا۔
"پتہ نہیں ہے آپ لوگوں کو کہ زندگی کے جو پل ہاتھ میں ہیں وہی زندگی ہے اگلے پل کا کس کو کیا پتہ۔" عارفہ نے سنجیدگی سے کہا تو دل جیسے کسی نے ہاتھ میں لے لیا تھا۔
"زندگی کا اگلا پل کس نے دیکھا تھا۔ کیا پتہ ہاتھ کی لکیروں میں اگلی سانس لکھی بھی تھی کہ نہیں۔ پھر تاخیر کیوں کر رہا ہوں کیوں نہیں قید کر لیتا ان لمحوں کو۔
حاسن لالا کی شادی کی تاریخ طے پا گئی تھی اور اسے یونیورسٹی سے آنا پڑا کہ گھر میں ان دونوں کے علاوہ کوئی مرد نہ تھا اور اب حاسن ارتضیٰ اپنی شادی کے سب کام خود کرتے کتنی بری بات تھی سو وہ دوڑا چلا آیا۔
کارڈز کا ڈیزائن پسند کرنے کے بعد وہ بڑی آپا کو لے کے عروسی مرکز پر آ گیا۔ آپا کو داد دینی پڑی کہ اس کی چوائس زبردست تھی۔ اس نے بے انتہا خوبصورت کلرز اور کام پسند کر کے آپا کی مشکل بھی آسان کر دی تھی۔
"بڑی آپا" ڈرائیونگ کرتے ہوئے وہ پیچھے مڑا۔
"اونہوں" دس ہزار بار سمجھایا ہے کہ ڈرائیونگ کرتے ہوئے پیچھے مت دیکھا کرو۔ ذرا سی لاپروائی سے......"
بات ان کے منہ میں تھی کہ نجانے کیا ہوگیا۔ ہر طرف اندھیرا ہی اندھیرا نظر آنے لگا تھا۔ اور پھر دماغ مکمل ماؤف ہوگیا۔

☆ ☆ ☆

"نہیں عامر..... نہیں۔" وہ پھوٹ پھوٹ کے رو دی۔
"عامر میں بہت بددیانت ہوں میں نے کسی اور کے نام کی انگوٹھی پہن کے بھی اسے نہیں بھلایا۔ ہر لمحہ اس کی یادوں سے اپنے من کو سجائے رکھا۔ میں اس کے بغیر مر جاؤں گی۔ اسے کہنا کہ...... کہ۔" بات مکمل کرنے کی ہمت ہی نہ تھی کہ آمنہ نے اس کے ہاتھ سے فون لے لیا۔
"کیا ہوا عامر۔" آمنہ نے گھبرائی ہوئی آواز میں پوچھا۔
"حاسن لالا نے بس اتنا ہی بتایا ہے کہ گاڑی کا ایکسیڈنٹ ہوا ہے اور بڑی آپا اور ثامن بری طرح زخمی ہیں۔" عامر کا دل کرچی کرچی ہو رہا تھا۔
"عارفہ میں جا رہا ہوں ہاسپٹل۔ اگر تم لوگوں کو چلنا

ہے تو چلو۔" وہ بھی عامر کے ساتھ ہاسپٹل چل دیں۔
کرنل حیات خود بھی ہاسپٹل پہنچے کہ اس کے ساتھ بیٹی کے حوالے سے، بہت نازک سا رشتہ بن چکا تھا۔ وہ بالکل انہیں اپنے بیٹے کی طرح عزیز ہو چکا تھا۔ فون پہ وہ ہر دوسرے تیسرے دن ان سے سلام دعا اور رابطہ کرتا تھا۔
"خدایا اس کی حفاظت کرنا۔" ان کے اٹھے ہاتھ اور کانپتے لب صرف یہی الفاظ ادا کر رہے تھے۔
"ڈیڈی آپ یہاں کیسے۔" صنم کرنل حیات کو وہاں دیکھ کے حیرت زدہ ہوئی۔
"بیٹا تم نے بتایا تو یوں لگا کہ جیسے میرے بیٹے کے ساتھ حادثہ ہوگیا ہو۔"
"ڈیڈی۔" باپ کی مضبوط پناہ گاہوں کا سہارا ملا تو آنسوؤں نے پلکوں کے تمام بند توڑ ڈالے۔
"حوصلہ کرو بیٹا۔ وہ رب رحیم و کریم ہے۔ اس کی ذات سے مایوسی گناہ ہے۔"
"ڈیڈی میں ہار گئی ہوں۔ اسے بولیں وہ جیت گیا ہے۔ میں اس کے بغیر کچھ بھی نہیں ہوں۔" اس نے اعتراف کرلیا۔
"میں جانتا تھا اور جانتا ہوں۔ بس یہ دعا کرو کہ خدا اسے لوٹا دے۔"
چار گھنٹے کی مسلسل اذیت کے بعد ڈاکٹر نے آ کے جب یہ خبر سنائی کہ خدا کا شکر ہے کہ زندگی بچ گئی تو وہ سجدہ ریز ہوگئے۔ انہیں بس یہی خبر سننے کی خواہش تھی۔
"ایک بازو اور ٹانگ میں فریکچر ہے اس کے علاوہ بھی زخم ہیں لیکن وہ معمولی ہیں۔ اور آپ کی سسٹر ماشاء اللہ ٹھیک ہیں معمولی زخم ہیں۔"
"خدایا تیرا لاکھ لاکھ شکر ہے تو نے جو زندگی بخش دی۔" سب کے یہی الفاظ تھے۔
"ڈیڈی گھر چلیں۔" جب سب ان کو دیکھنے اندر جانے لگے تو وہ باہر ہی رک گئی۔
"بیٹا اسے دیکھ تو لیں۔"
"جی" وہ شرمندہ ہوگئی۔
کرنل حیات اندر چلے گئے اور وہ وہیں کھڑی رہی۔ دل کی دنیا جو بالکل ڈانواڈول ہوگئی تھی۔
"صنم۔" حاسن لالا کی آواز اسے خیالوں سے کھینچ لائی۔
"جج۔ جی" وہ چونکی۔
"آؤ نا۔ باہر کیوں کھڑی ہو۔"
"حاسن لالا۔ میں نہیں دیکھ سکوں گی۔ اسے زخموں سے چور۔ میں واپس جا رہی ہوں۔" وہ کم ہمت بھی تھی اور کم حوصلہ بھی۔
"بس ایک نظر دیکھنا ہی تو ہے۔ آؤ شاباش۔" وہ اسے کندھوں سے پکڑ کے اندر لائے۔ شیشے سے پار سفید بستر پر اس کا وجود پٹیوں سے بندھا ہوا تھا۔
"حاسن لالا آکسیجن کیوں لگی ہے۔" وہ گھبرا گئی۔
"زخم گہرے ہیں۔ شدید چوٹیں ہیں۔ صرف زندگی کی آس ہوئی ہے۔ اللہ نے زندگی دی ہے تو یہاں سے بھی واپس لائے گا۔" وہ پرامید تھے۔

☆ ☆ ☆

اس کی صحت یابی کے لیے صنم نے دن رات ایک کر دیئے۔ نوافل نمازیں وظیفے تہجد وہ کون سی عبادت تھی جس کی بدولت اس نے اللہ سے اس کی صحت نہ مانگی تھی۔
"اے خدا میں کس راہ پر چل رہی ہوں۔ نہ کوئی منزل ہے اور نہ آس۔ بندھن کس سے باندھ لیا ہے اور روح کس طرف بھٹک رہی ہے۔ کیوں اس شخص کے پیچھے بھاگ رہی ہوں جو صرف اور صرف سراب ہے۔ کیوں نہیں بھولتی میں اسے۔ اے خدا مجھے ہمت اور طاقت دے میں اسے بھول جاؤں اے خدا مجھے بددیانت ہونے سے بچا۔ اے اللہ۔" ہچکیوں کی آواز پر آمنہ کی آنکھ کھل گئی۔ رات کے پونے تین بج رہے تھے۔ اور وہ جائے نماز پر بری طرح رو رہی تھی۔
"صنم۔" آمنہ نے بھاگ کے اسے تھاما۔
"آمنہ میرے لیے دعا کرو میں منجدھار میں پھنس گئی ہوں۔" وہ اس سے لپٹ گئی۔

"اللہ خیر کرے کیا ہوا۔" وہ گھبرا گئی۔

"آمنہ دعا کرو میرے ذہن سے ثامن کا خیال نکل جائے۔ وہ کیوں میرے جسم میں روح بن کر اتر گیا ہے۔ میں بھٹک رہی ہوں میرے لیے دعا کرو نا۔" اس کی حالت بری تھی اور آمنہ سے مزید صبر نہ ہو سکا۔

"کوئی منجدھار میں نہیں ہو۔ آنکھیں بند کر کے تم نے اپنی کشتی دریا کے حوالے کی تھی خدا نے اسے کنارے لگایا ہے۔"

"کیا مطلب......"

"تمہیں علم ہے تمہاری منگنی کس سے ہوئی ہے۔ نام جانتی ہو اس شخص کا۔"

"ہاں بتایا تو تھا کچھ یاد نہیں آرہا۔" وہ ذہن پر زور دے کے بولی مگر یاد کرنے میں ناکام رہی۔

"اس کا نام ہے ثامن ارتضیٰ۔"

صنم چپ چاپ اسے دیکھے گئی جیسے اس کی دماغی حالت بالکل ہی جواب دے چکی ہو۔

"صنم واقعی یہ سچ ہے کہ اللہ تعالیٰ کسی کو بھی اس کے ضبط سے زیادہ نہیں آزماتا۔"

"تو پھر تم لوگوں نے مجھے کیوں آزمایا۔ کیا تمہیں علم نہیں تھا آمنہ کہ تمہاری دوست لمحہ لمحہ مرتی رہی ہے۔ گھٹ گھٹ کے ایک ایک پل گزارتی رہی ہے۔ کیسی دوست ہو تم۔"

"میں نے انکل کے کہنے پر تمہیں لاعلم رکھا۔"

"ڈیڈی کے کہنے پر۔ آخر کیوں۔"

"اس لیے کہ تم اس وقت غصے میں تھیں اور ثامن کے لیے ہامی نہیں بھر رہی تھیں اور میں نے انکل کو صاف لفظوں میں یہ بتا دیا تھا کہ تم ثامن ارتضیٰ کے بغیر نہیں رہ سکتیں اس لیے انہیں مجبوراً یہ سب کرنا پڑا اور وقت نے اسے سچ ہی ثابت کیا۔ تمہاری ضد پہ اگر تمہاری منگنی ثامن کے بجائے کہیں اور ہو جاتی تو بولو آج کیا کرتیں۔ منگنی مذاق تو نہیں ہوتی کہ کل کسی کے نام کی انگوٹھی پہن کے آج ثامن کے نام کی پہن لیتیں۔" آمنہ نے ٹھیک ٹھاک اسی کی کلاس لے ڈالی۔

"آمنہ کیا واقعی یہ سچ ہے۔" وہ بے یقینی سے بولی۔

"ہوں۔ بالکل سچ۔" وہ مسکرائی۔

"کیا سب جانتے ہیں سوائے میرے۔"

"ہاں۔ سب جانتے ہیں سوائے تمہارے۔" آمنہ ہنسی۔

"ثامن بھی۔"

"بالکل ثامن بھائی بھی۔"

"تو پھر میرے ساتھ کیوں ایکٹنگ کر رہا تھا۔" وہ دھیمی مسکراہٹ دانتوں تلے دبا کے بولی۔

"یہ سوال تم انہیں سے کرنا۔ اور اب سو جاؤ اور مجھے بھی سونے دو۔"

"اب ہی تو صحیح عبادتوں کا وقت آیا ہے۔ اس رب کا شکر ادا نہ کروں جس نے میرا مان رکھا ہے۔" وہ جائے نماز پر اٹھ کھڑی ہوئی۔

اگلے دن اس نے آمنہ کو منع کر دیا کہ کسی کو علم نہ ہونے دے کہ وہ راز اس پر کھل چکا ہے۔

"اب تم ڈرامہ کرو گی کیا۔" اس نے ہیر برش بالوں میں پھیرتے ہوئے پوچھا۔

"ہاں اب میری باری ہے۔" وہ مسکرائی۔

☆ ☆ ☆

"عامر کیا صنم آئی تھی مجھے دیکھنے۔" ثامن نے عامر سے پوچھا۔

"ہاں پہلے دن ہی روتی دھوتی آئی تھی۔"

"عامر کتنا اچھا کیا نا کہ ہم نے اسے منگنی کا نہیں بتایا۔" وہ کچھ سوچتے ہوئے بولا۔

"تو پھر......"

"اب پتہ نہیں ٹھیک ہو سکتا بھی ہوں کہ نہیں۔"

"مایوسی کفر ہے خدا کی ذات سے۔ تم انشاء اللہ بالکل ٹھیک ہو جاؤ گے۔"

"اللہ کرے ایسا ہی ہو۔"

دروازے پر ہلکی سی دستک ہوئی۔

"ارے صنم تم۔" عامر نے خوشی سے کہا کہ اس وقت ثامن کو اس کی ضرورت بھی تھی۔ "آؤ بھئی کھڑی کیوں ہو۔" وہ ایک طرف ہو کے بولا۔ اور پھر

جب وہ اندر آئی تو خود کسی کام سے باہر چلا گیا کہ دونوں کھل کے کچھ باتیں کر سکیں۔

"آؤ صنم۔" رکے ہوئے قدم دیکھ کے ثامن نے کہا۔ تو وہ دھیرے دھیرے چلتی اس کے سامنے بیڈ کے ساتھ رکھی کرسی پر بیٹھ گئی۔

صنم کا دل اتنی زور سے دھڑک رہا تھا کہ اس سے خود کو سنبھالنا مشکل ہو گیا۔ ماتھے پر پسینہ آگیا۔ وہ گھبرا کے اٹھی تو ہاتھ ثامن کے ہاتھ میں آگیا۔ نظریں مل کے جھک گئیں آج تو راگ ہی اور تھا دل کی دھڑکنوں کا۔

"پھپ...... پلیز مجھے بددیانتی پر مجبور نہ کریں۔ جانے دیں۔" وہ صرف اتنا ہی بول سکی۔

"بددیانتی تو تم کر ہی چکی ہو۔"

"جانتی ہوں۔ مگر اب نہیں کروں گی۔"

"اچھا بیٹھو نا۔" وہ نہایت دھیمے پیار بھرے لہجے میں بولا تو وہ ہاتھ چھڑا کے بیٹھ گئی۔

"جا کیوں رہی تھیں بغیر عیادت کیے۔"

"دراصل میرا منگیتر اس معاملے میں بہت سخت ہے اس کو اگر علم ہو گیا کہ میں یوں کسی اجنبی سے ملتی ہوں تو وہ مائنڈ کرے گا اور میں اس کی ناراضی برداشت نہیں کر سکتی۔" وہ سپاٹ لہجے میں بولی تو اسے جھٹکا لگا۔

"منگیتر۔"

"ہاں وہ جو کوئی بھی ہے، جیسا بھی ہے مجھے دل و جان سے قبول ہے۔ میں اس کی ناراضی برداشت نہیں کر سکتی۔ ویسے شکل و صورت کا تو بالکل بھی اچھا نہیں ہے مگر باقی اچھا ہے۔"

"تم ملی ہو کبھی اس سے۔" ثامن نے کریدا۔

"جی آمنہ نے پہلی دفعہ ملوایا تھا اب تو تقریباً ہر دوسرے دن ہی ملاقات ہوتی رہتی ہے۔"

ثامن کے ماتھے پر بل پڑے کہ آخر وہ کس سے ملتی رہتی ہے۔ "ڈیڈی کہہ رہے تھے کہ امتحان کے فوراً بعد شادی کا کہہ رہے ہیں وہ لوگ۔" وہ مصنوعی شرم و حیا چہرے پر لاتے ہوئے بولی۔

کالے اسکارف میں لپٹا روشن و پاکیزہ چہرہ کہیں سے

ملکی و غیر ملکی ادب سے شاہکار تحریروں کا انتخاب

عمران ڈائجسٹ

ستمبر 2003ء کا شمارہ شائع ہوگیا ہے۔

اس میں

☆ تین تہلکہ خیز سلسلے وار کہانیاں ☆

☆ معروف محقق، ادیب، دانشور عبید اللہ بیگ کے قلم سے شکاریات کے موضوع پر سنسنی خیز تحریر **"گلریا کا آدم خور"**

☆ معروف قلم کار ایم اے راحت کے قلم سے ایک نوجوان کی داستان، جو اپنی تلاش میں سرگرداں تھا۔ **"عقاب"**

☆ شکیل احمد نواب کے قلم سے ایک حیرت انگیز صلاحیتوں کے حامل نوجوان کی کتھا، جو روپ بدلنے کی صلاحیت بھی رکھتا تھا۔ **"اوتار"**

☆ اس کے علاوہ ☆

"بہشتی پرندے" احمد صغیر صدیقی، "پیچیدہ مسئلہ" ایس اے ہاشمی، "پیاس" "سیماں"، "چھینک" یاسمین ہاشمی، "دوزخ" اخلاق احمد، "زندگی کی قیمت" نواز ش شاہین، "بدقسمت" "دُرِ شہوار" "بارہ دری" عابد علی

☆ ☆ اردو ادب سے شاہکار تحریروں کا انتخاب ☆ ☆

"چمکور صاحب" قدرت اللہ شہاب، "گدھ" صادق ہدایت، "ست رنگا کبوتر" بلونت سنگھ، "نالائق" اختر ملیح آبادی، "راکھ" عفت موہانی

☆ **سچی داستانیں**

قارئین سے موصولہ سچی کہانیوں کے انتخاب پر مشتمل سلسلہ

☆ تیزی سے تبدیل ہونے والے واقعات پر مبنی ایک طویل ناول **"آسیب"** معروف مصنف منظر امام کے قلم سے، بطور خاص قارئین کے لیے

☆ **گلدستہ** قارئین کی تحریروں سے سجا ایک نیا سلسلہ، جس میں تمام قارئین حصہ لے سکتے ہیں۔

رنگارنگ کہانیوں سے سجا، ستمبر 2003ء کا شمارہ آج ہی اپنے قریبی بکسٹال سے طلب فرمائیں۔

بھی جھوٹا نہیں لگ رہا تھا۔

"ثامن سوری میں اپنی باتوں میں لگ گئی۔یہ بازو اور ٹانگ کا پلستر کب کھلے گا۔" صنم نے یکدم جون بدلی۔

"ہوں پتہ نہیں۔ڈاکٹروں کے رحم و کرم پر ہوں۔دیکھو کیا حال کرتے ہیں۔"

"اوکے میں چلتی ہوں' اپنا خیال رکھنا۔" کہہ کے وہ رکی نہیں اور نہ پلٹ کے دیکھا۔

ثامن نے جب عامر کو تمام بات بتائی تو اس کا قہقہہ چاروں جانب گونج گیا۔ مسکرا تو وہ بھی دیا تھا۔

تقریباً" دو ماہ بعد وہ یونیورسٹی آیا تو اس کے دل کی کلی کھل گئی۔ جیسے دو جہاں کا خزانہ ہاتھ آن لگا ہو۔اس کی ٹانگ میں ہلکا سا لنگ آگیا تھا جس کی وجہ سے وہ کچھ اپ سیٹ سا ہو گیا تھا۔

"عامر حاسن لالا چاہتے ہیں کہ ان کی شادی کے ساتھ میری شادی بھی ہو جائے۔" ثامن نے جامن کے پیڑ کی گھنی چھاؤں کے نیچے پڑے بنچ پر بیٹھتے ہوئے بتایا تو عامر نے خوشی کا اظہار کیا۔

"ویری گڈ۔"

"عامر کیا وہ مجھے میرے اس نقص سمیت قبول کر لے گی۔" وہ ڈگمگا رہا تھا۔

"کس نقص کے ساتھ۔کیا ہو گیا ہے تمہیں۔" عامر جھنجھلایا۔

"آنکھیں بند کرنے سے حالات بدل نہیں جایا کرتے عامر' حقیقت یہی ہے۔"

"تو پھر صنم سے خود بات کر لو۔"

"نہیں صنم کو نہیں بتانا کہیں وہ مجھ سے دور نہ ہو جائے۔میں اسے کھو نہیں سکتا۔اب تو یہ سب کچھ چھپانا میری مجبوری ہے۔" وہ جلدی سے بولا۔

"تو پھر بہتر ہے جلدی جلدی شادی کر لو۔"

"ڈر لگتا ہے۔" وہ بالکل ننھا بچہ بن گیا تھا۔

"بیوی کے ڈنڈوں سے۔" اس نے چھیڑا۔

"لگتا تو یہی ہے کہ پہلے دن ہی صنم سے مجھے ڈنڈے کھانے پڑیں گے۔" وہ مسکرا کے بولا۔

"صورت حال تو یہی بتا رہی ہے مزا آئے گا۔" عامر نے لطف لینا چاہا مگر ثامن کے تھپڑ نے مزا کرکرا کر دیا۔

☼ ☼ ☼

دونوں کی شادی کی تاریخ طے پا گئی۔شادی سے پہلے کے دو ہفتے ثامن ارتضیٰ نے بجائے خوبصورت اور رنگین خوابوں کی تعبیر کے قریب آنے کے ٹینشن میں گزارے تھے۔جوں جوں اس کے ملنے کے دن قریب آرہے تھے وہ شدید الجھنوں کا شکار ہوا جارہا تھا۔اس سے بدگمان ہوا جارہا تھا کہ آخر وہ منگیتر ہونے کے بہانے کس سے ملتی ہے۔اس کی ذات سے ہٹ کے اپنی ذات پر آتا تو یوں لگتا کہ اس کی زندگی کو مکمل کرنے کے بجائے نامکمل کرنے جارہا ہے۔اور اگر اس حقیقت کے جاننے کے بعد اس نے خود ہی مجھے ٹھکرا دیا تو محبتوں کے خوبصورت تاج محل ٹوٹنے کا منظر کتنا دردناک ہو گا۔میں سہہ نہیں پاؤں گا۔اس کی بے رخی اس کی بے وفائی۔اس کی خود ساختہ سوچوں نے اسے بزدل کمزور اور کم عقل بنا دیا تھا۔وہ آنے والے وقت سے خوفزدہ ہو رہا تھا۔مگر وقت نے نہ ٹھہرنا سیکھا تھا اور نہ انتظار کرنا۔سو وہ آگیا۔وہ دلہن بن کے اس کے بیڈروم تک آچکی تھی۔

بڑی آپا نے اسے ساتھ لگا کے مبارک باد دی تو وہ معصوم سے بچے کی طرح ان سے لپٹ گیا۔

سب نے اپنی طرف سے صنم کو بے خبر سمجھ رکھا تھا۔دھیمی دھیمی مسکراہٹ سب کے لبوں پر بار بار آتی تھی۔اور وہ مسکرا رہی تھی ان کی بے خبری پر۔

وہ کمرے میں آیا تو اس نے گھونگٹ اور نکال لیا۔اس سے پہلے کہ وہ گھونگٹ اٹھاتا صنم نے اس کا ہاتھ پکڑ کے اسے ایسا کرنے سے باز رکھا۔

"پہلے میں آپ سے کچھ کہنا چاہتی ہوں۔پلیز میری بات سن لیں۔"

ثامن کے لیے اس کا یوں بولنا غیر متوقع تھا۔

"میں آپ کو بتانا چاہتی ہوں کہ زندگی کے سفر پر نکلنے سے پہلے ہم دونوں کی زندگیاں ایک دوسرے کے لیے کھلی کتاب ہونی چاہئیں۔"

"ہوں۔بولو۔" ثامن کی آواز جبراً" ہی نکلی۔وہ دل ہی دل میں مسکرائی۔ "اب تمہاری باری ہے۔"

"دراصل یونیورسٹی میں میرا ایک کلاس فیلو تھا خوامخواہ ہی میرے پیچھے پڑ گیا تھا میں جتنی اس کے سائے سے بھی دور بھاگتی وہ اتنا ہی مجھے اپنی طرف مائل کرنے کی کوشش کرتا پھر میں بھی تو انسان ہی تھی غلطی ہوئی اور میں بھی اس میں انوالو ہو گئی لیکن آپ سے منگنی کے بعد یقین جانیں میں نے صرف اور صرف آپ کو ہی سوچا ہے۔میں یہ بات آپ کو جب ملے تھے تب بھی بتانا چاہتی تھی مگر پھر میں نے سوچا کہ کہیں آپ کو کھو نہ دوں آج اس لیے بتا رہی ہوں کہ اب نکاح ہو چکا ہے اور آپ میرے بتانے پر مجھے معاف کر دیں گے۔" وہ بولتی چلی گئی جھوٹ سچ سب ملا دیا۔

ثامن کو جھٹکا لگا۔ کتنی فریبی لڑکی ہے یہ کتنی آسانی سے اس نے میری محبت کو چھوٹے سے افسانے کا روپ دے کے ختم کر دیا۔

"تمہاری تو کیا بات ہے صنم حیات تم پہلے پروفیسر کی محبت میں گرفتار ہو گئی تھیں پھر میرے ساتھ انوالو ہو گئیں پھر تیسرے کے لیے محبتیں جمع کر لیں بہت خوبصورت کردار ہے تمہارا۔" ثامن نے تو ایک چھوٹے سے مذاق کو بھرپور سنجیدگی کا روپ دے دیا تھا۔

"ثامن" صنم نے جھٹکے سے گھونگٹ اٹھایا اور وہ اتنی دیر میں کمرے سے باہر تھا۔ صنم کو لینے کے دینے پڑ گئے۔ کسی کو بلوا بھی نہیں سکتی تھی کہ نئی نویلی دلہن تھی۔ آنسو متواتر بہہ رہے تھے۔

"او خدایا ثامن نے تو میرے مذاق کو کیا رخ دے دیا ہے۔میں کیا کروں خدایا۔" اس کا دماغ چکرانے لگا تھا۔

☼ ☼ ☼

"آمنہ کیا واقعی تم نے صنم کو بتا دیا تھا۔" عامر نے بے یقینی سے کہا۔

"ہاں بھئی۔اس کی حالت اس وقت اگر تم دیکھتے تو تم بھی سنگدل نہ بن سکتے تھے۔"

"لو یہ تو الٹا ہی معاملہ ہو گیا۔اب تو اور بھی مزا آئے گا۔" عامر نے بھرپور قہقہہ لگایا۔ آمنہ بھی ہنسنے لگی۔

عامر رات تھک کے ڈیڑھ بجے سویا تھا کہ کھٹکے کی آواز پر آنکھ کھل گئی۔

"کون۔" لائٹ آن کی تو سامنے ثامن ارتضیٰ کھڑا تھا۔

"تم ثامن۔اس وقت یہاں۔" عامر نے گھڑی دیکھی۔

"ہاں۔وہ سراسر دھوکا اور فریب ہے۔دغا باز ہے بے وفا ہے۔" وہ بالکل نڈھال تھا۔

"کیا کہہ رہے ہو تم۔"

"ہاں بالکل ٹھیک کہہ رہا ہوں۔" پھر اس نے حرف بہ حرف سب بتا دیا۔عامر تمام باتیں سننے کے بعد کھل کے ہنس پڑا۔

"ارے اب کے بار وہ نہیں تم بے وقوف بن گئے ہو۔اسے آمنہ نے سب کچھ بتا دیا تھا۔وہ جانتی تھی کہ

شگفتہ محمود کی مرتب کردہ
"خاتون کا دستر خوان" اور "کرن دستر خوان"
کے بعد
خوبصورت رنگین تصاویر کے ساتھ پہلی بار چینی
کھانوں کی مکمل کتاب
چائنیز کھانے
قیمت /150 روپے
ڈاک خرچ /16 روپے
منگوانے کا پتا
مکتبہ عمران ڈائجسٹ
37، اردو بازار کراچی

اس کی شادی تم سے ہو رہی ہے۔"

"کیا۔۔۔۔" ثامن پتھرا گیا۔

"جی جناب آمنہ کے موبائل پر بات کر کے پوچھ لیں۔"

"اوہو خدایا۔" وہ الٹے قدموں بھاگا مگر کمرے کا دروازہ بند تھا۔

"صنم پلیز دروازہ کھولو۔" وہ دھیمی آواز میں بولا مگر جواب نہ آیا۔ جب کافی دیر تک اندر سے کوئی جواب نہ آیا تو مجبوراً "بڑی آپا کی طرف آنا پڑا۔

"کیا ہے ثامن۔" وہ آنکھیں ملتے ہوئے اٹھیں۔

"ادھر تو آئیں۔" وہ انہیں بازو سے پکڑ کر اوپر اپنے والے پورشن میں لے آیا۔

آوازوں پر حاسن لالا بھی اوپر آ گئے۔

"کیا بات ہے کیا ہوا ہے۔" وہ گھبرائے ساتھ ثامن کے بھی پسینے چھوٹ گئے بڑی آپا کو تو بتا ہی دیتا مگر لالا کو کیا کہتا۔

"حاسن لالا آپ جائیں نا گل ورنہ بھابھی اکیلی ہیں۔" ثامن نے جلدی سے کہا۔

"کیوں بھئی پرابلم کیا ہے۔"

"کچھ بھی نہیں ہے۔" اس نے جلدی سے کہا تو حاسن سرہلاتے ہوئے سیڑھیاں اتر گئے۔

"بڑی آپا وہ مجھ سے ناراض ہو گئی ہے اس کو بولیں نا دروازہ کھولے۔" لالا کے جانے کے بعد وہ جلدی جلدی انہیں [illegible] نے اصل بات چھپالی۔

"اور راز رکھو اس وقت کتنا منع کیا تھا اب بھگتو۔" انہیں غصہ آ گیا۔

"بڑی آپا ایک بار اس کو بولیں دروازہ کھول دے۔" وہ ہاتھ جوڑ کے بولا تو بڑی آپا دروازے کی طرف بڑھیں اور اسے آوازیں دینے لگیں کچھ دیر بعد دروازہ کھل گیا۔

"بڑی آپا۔" وہ ان سے لپٹ کے پھوٹ پھوٹ کے رو دی۔

"بھئی خوشی میں اتنے آنسو نہیں بہاتے۔ چلو بیڈ پہ آرام سے بیٹھو۔ ابھی تو ثامن نے تمہیں دیکھا بھی نہیں اور تم اپنا اتنا پیارا روپ برباد کر رہی ہو۔ دلہن کے سنگھار پہ دولہا کی نظر نہ پڑے تو وہ بدشگونی ہوتی ہے۔ چلو چہرے پر مسکراہٹ لاؤ۔ شاباش" انہوں نے کہا تو اس نے سر جھکا لیا۔

ان کے جانے کے بعد وہ اندر آیا تو اس نے اور سر جھکا لیا۔

"رئیلی ویری سوری جانم۔ مجھے معاف کر دو۔ یہ دیکھو۔" وہ دونوں ہاتھ جوڑ کے گھونگٹ کے اندر لے گیا تو وہ مسکرا دی۔ اور دھیرے سے اپنا ہاتھ اس کے ہاتھ پر رکھ دیا۔

"اللہ تعالیٰ نے میری سن لی اور اپنا وعدہ پورا کر دکھایا صنم۔" وہ اس کا چہرہ اوپر کرتے ہوئے بولا۔ آج اس کا رنگ روپ قابل دید تھا۔ وہ آسمان سے اتری کوئی حور لگ رہی تھی۔

"وعدہ' کیسا وعدہ۔" چہرے پر مشرقی پن نمایاں تھا۔

"میں نے خود کو اللہ کی چاہت میں ڈھالنے کی کوشش کی تو اس نے اپنی چاہت کو میری چاہت میں ڈھال دیا۔ اللہ نے مجھے وہ دے دی جو میری چاہت تھی جب میں نے وہ کیا جو اللہ کی چاہت تھی۔" وہ یکدم سنجیدہ ہو گیا۔ "صنم اللہ کو ہمیشہ راضی کرنے کی کوشش کرنا کہ ہوتا وہی ہے جو وہ چاہتا ہے۔ ہم مل گئے تو اس رب کا کرم ہے۔ اٹھو شکرانے کے نوافل پڑھیں اور ہار جیت کی باتیں کل پر چھوڑ دیں۔" وہ اس کا ہاتھ پکڑ کے اسے اٹھاتے ہوئے بولا تو وہ بھی فوراً "اٹھ کھڑی ہوئی کہ ان دونوں نے ایک دوسرے کو تقدیر سے لڑ کے پایا تھا۔

"ہاں ثامن چلیں کہ ہم دونوں کا ملنا ہماری خوش قسمتی ہے۔ ہمیں لڑنے جھگڑنے کے بجائے اللہ پاک کے فیصلے پر راضی اور مطمئن ہونا چاہیے۔" وہ دھیرے سے بولی اور جائے نماز بچھا دی اور دونوں نے ایک ساتھ شکرانے کے نوافل کی نیت کی۔ اللہ نے ان پر اپنا کرم کیا تھا۔ سارا جگ جھلملا رہا تھا۔ سبز رتوں نے اپنی آمد کے لیے پر پھیلا لیے تھے۔

✱ ✱